

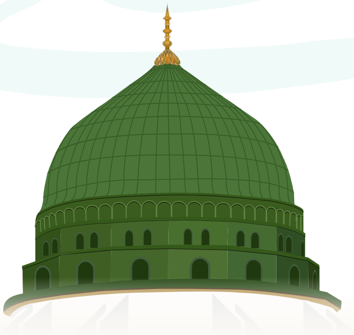
میرے پیارے رسُول

مُحَمَّد ﷺ

کی کہانی

عبدالمالک مجاہد

دارُالسّلام
DARUSSALAM
کتاب وسنّت کی اشاعت کا عالمی ادارہ
ریاض • جدہ • شارجہ • لاہور • کراچی
اسلام آباد • لندن • ہیوسٹن • نیو یارک
www.darussalamstore.com



میرے پیارے رسول

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کہانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ کے نام سے (شروع) جو نہایت مہربان بہت رحم کرنے والا ہے۔

جملہ حقوقِ اشاعت برائے دارُالسّلام محفوظ ہیں

دارُالسّلام
کتاب وسُنّت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

سعُودی عرب (ہیڈآفس)

پوسٹ بکس: 22743 الرّیاض: 11416 سعودی عرب
فون: 4033962-4043432 1 00966

ریاض ۔ جدہ ۔ مدینہ ۔ الخبر

فون: 6610 421 54 966+
واٹس ایپ: 7599 947 50 966+

امارات ۔ امریکہ ۔ آسٹریلیا ۔ انگلینڈ

شارجہ: 9965 498 50 971+
ہوسٹن: 305 432 26 183+
نیویارک: 211 159 79 134+
آسٹریلیا: 9075 59 23 614+
برمنگم: 7967642724 44+

admin@darussalamstore.com
www.darussalamstore.com

پاکستان ہیڈآفس ومرکزی شورُوم

36 - لوئر مال، سیکرٹریٹ سٹاپ، لاہور
فون: 37232400-37240024-37324034 42 0092
فیکس: 37354072 موبائل: 0322-8484569

لاہور ۔ ملتان ۔ فیصل آباد ۔ اسلام آباد ۔ کراچی

لاہور: 525 02 48 306 92+
579 19 47 322 92+
فیصل آباد: 270 40 50 345 92+
ملتان: 923 14 45 321 92+
اسلام آباد: 378 70 53 321 92+
کراچی: 492 23 27 300 92+

info@darussalam.pk
www.darussalam.pk

عناوین	صفحہ نمبر
عرضِ ناشر اور مؤلف	8
آپ ﷺ کے جد امجد ابراہیم علیہ السلام	11
بتوں کی شامت	12
سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی خوبصورت انداز میں قوم کو دعوتِ توحید	14
قوم کی ہٹ دھرمی	15
سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی فلسطین کی طرف ہجرت	16
سیدنا اسماعیل اور سیدہ ہاجرہ علیہما السلام کی مکہ میں آبادکاری	18
زم زم کا چشمہ پھوٹ پڑا	20
سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا خواب اور بیٹے کی فرماں برداری	21
بیت اللہ کی تعمیر	23
آپ ﷺ کا اعلیٰ حسب نسب	25
ہاتھیوں والوں کا حشر	28
نبی ﷺ کی پیدائش	29

عناوین	صفحہ نمبر
ہمارے نبی ﷺ	
حلیمہ سعدیہ کے دیس میں	30
حلیمہ سعدیہ کے گھر میں برکتوں کا نزول	32
نبی ﷺ کی والدہ کا انتقال	33
سردار عبدالمطلب کی آپ ﷺ سے محبت	34
آپ ﷺ سردار ابوطالب کی پرورش میں	35
نبی ﷺ کا پاکیزہ بچپن	36
شام کی طرف سفرِ تجارت	38
سیدہ خدیجہ سے شادی	40
آپ ﷺ کی اولاد	42
غارِ حراء میں تنہائی	45
پہلی وحی کا نزول	46
سیدہ خدیجہ کی آپ ﷺ کو تسلی	48

عناوین	صفحہ نمبر
ورقہ بن نوفل نبوت کی تصدیق کرتا ہے	49
خفیہ دعوت کا آغاز	51
سرِ عام دعوت دینے کا حکم	52
گستاخ ابولہب اور اس کی بیوی کا انجام	54
دعوتِ اسلام پھیلنے لگتی ہے	55
دارِارقم اسلام کا پہلا مرکز	56
مسلمانوں پر کفار کے ظلم	57
سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام	58
ہجرت حبشہ	60
کفار کی ایک نئی چال	62
قریش کی ایک اور چال ناکام ہوئی	63
شعب ابی طالب میں قید	65
بائیکاٹ کا خاتمہ	67
غم کا سال	69
طائف والوں کو اسلام کی دعوت اور ان کا برا سلوک	70
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم رحمت و شفقت	72
معراج کا سفر	76
سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صدیق کا خطاب ملتا ہے	80
یثرب کے لوگ اسلام قبول کرتے ہیں	81
عقبہ کی پہلی بیعت	82
اسلام کا پہلا سفیر	83
عقبہ کی دوسری بیعت	84
یثرب کی طرف ہجرت	86
سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سرِ عام ہجرت	86
قریشِ مکہ کا خطرناک ترین اجتماع	88
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت	89

عناوین	صفحہ نمبر
سازش ناکام ہوگئی	90
غارِ ثور میں قیام	92
سیدہ اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما کا کردار	94
بنومدلج کا سردار سراقہ بن مالک پیچھا کرتا ہے	96
ام معبد کے خیمے میں	98
قباء کی بستی میں قیام	99
مدینہ شریف میں تشریف آوری	100
مسجد نبوی کی تعمیر	102
مواخاتِ مدینہ	103
یہودیوں اور منافقوں کی اسلام دشمنی	104
قبلہ کی تبدیلی	106
غزوۂ بدر	107
غزوۂ احد	110
غزوۂ خندق	114

عناوین	صفحہ نمبر
صلح حدیبیہ	118
بادشاہوں کو خطوط	121
خیبر کی فتح	123
فتحِ مکہ	126
جاؤ، تمھیں معاف کر دیا	136
صفوان بن امیہ کا قبولِ اسلام	139
عکرمہ بن ابو جہل اسلام کی آغوش میں	140
غزوۂ حنین	141
غزوۂ تبوک	145
حجۃ الوداع	149
نبی ﷺ کی زندگی کے آخری ایام	152
اللہ کے رسول ﷺ کی پاکباز بیویاں	154
آپ ﷺ کا اخلاق	159

عرض ناشر اور مؤلف

عزیز بچو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے ہاتھوں میں ہمارے پیارے نبی اور رسول محمد ﷺ کی نہایت مختصر سیرت کی کتاب ہے۔ میں نے کوشش کی ہے کہ اس کتاب کو نہایت ہی آسان اور سادہ زبان میں کہانی کے انداز میں لکھا جائے۔ اب تک دنیا میں اللہ کے رسول ﷺ پر مختلف زبانوں میں ہزاروں کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ مؤلفین نے اپنے اپنے انداز میں پیارے رسول ﷺ کی مبارک زندگی کے ایک ایک پہلو اور گوشے کو نمایاں کیا اور انھیں خراج تحسین پیش کیا ہے۔

یاد رکھیے کہ اس کائنات میں اللہ کے رسول ﷺ کی ہی واحد ہستی ہے جن کی زندگی کے ہر پہلو پر تفصیل سے لکھا گیا ہے۔

آپ کی مبارک زندگی کا کوئی پہلو اور گوشہ ہم سے چھپا ہوا نہیں۔

عزیز بچو! مجھے اپنا بچپن یاد ہے۔ جب میں سکول میں پڑھتا تھا تو نیا سال شروع ہونے پر اردو اور اسلامیات کی کتابیں ہم پہلے

ہفتے ہی میں پڑھ لیتے تھے۔آج کے بچے بھی سیرت کی کہانیاں شوق سے پڑھتے ہیں۔ایک دن میں نے سوچا کہ پیارے پیارے بچوں کے لیے اردو زبان میں نہایت آسان اور کہانی کے انداز میں سیرت پاک لکھوں جسے ہمارے بچے چند دنوں میں پڑھ لیں۔

اللہ کے رسول ﷺ کی سیرت کی اس کتاب کو آپ بار بار پڑھیں تاکہ آپ ﷺ کی سیرت کا خوبصورت نقشہ ہمیشہ کے لیے آپ کے دل و دماغ میں بیٹھ جائے۔میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ اللہ کے رسول کی سیرت، آپ ﷺ کے اخلاق اور کردار کو اپنے لیے نمونہ بنائیں۔آپ ﷺ کے طریقے کے مطابق اپنی زندگیوں کو گزارنے کی پوری کوشش کریں۔ہم سب کی فلاح اور بھلائی اسی میں ہے۔

ان شاء اللہ اس کتاب کا انگلش سمیت مختلف زبانوں میں بھی ترجمہ کروایا جائے گا۔

عبدالمالک مجاہد

مئی 2021ء

دارالسلام، الریاض





آپ ﷺ کے جدامجد سیدنا ابراہیم علیہ السلام

پیارے بچو! آج سے کوئی چار ہزار سال پہلے کی بات ہے کہ عراق کے ایک چھوٹے سے گاؤں میں ہمارے پیارے رسول ﷺ کے بزرگوں میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے جن کے بیٹے اسماعیل علیہ السلام سے آپ ﷺ کا خاندان شروع ہوا۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر تھا۔ وہ نہ صرف بت بنایا کرتا تھا بلکہ ان کی پوجا بھی کیا کرتا تھا۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد کو بڑے پیار اور محبت سے سمجھایا کہ پیارے ابا جان! یہ لکڑی یا پتھر کی بنی ہوئی مورتیاں اور بت ہمیں کیسے فائدہ یا نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ انھوں نے اپنے والد کو اﷲ کیلیے رب کی عبادت کرنے کی دعوت دی مگر

باپ کو عقیدۂ توحید کے متعلق اپنے بیٹے کی باتیں اچھی نہ لگیں تو سخت ناراض ہو کر انھیں گھر سے نکال دیا۔


مقام ابراہیم

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کو بھی اکیلے رب کی عبادت کرنے کی دعوت دی مگر انھوں نے بھی ان کی بات نہ مانی اور اپنے شرک پر اڑے رہے۔

بتوں کی شامت

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی قوم کے لوگ میلہ منانے کے لیے شہر سے باہر جاتے تھے۔ ایک دن قوم کے لوگ میلہ منانے شہر سے باہر گئے ہوئے تھے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کلہاڑا لیے اپنی قوم کے بت خانے میں داخل ہو گئے۔ انھوں نے دیکھا کہ بتوں کے سامنے طرح طرح کے کھانے رکھے ہوئے ہیں۔ انھوں نے بتوں سے کہا کہ تم یہ کھانے کھاتے کیوں نہیں؟ جب بتوں کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا تو پوچھا: تم بولتے کیوں نہیں؟ پتھر کے بت بھلا کیا بولتے! اس پر سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے کلہاڑا پکڑا اور بڑے بت کے سوا باقی

سارے بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور کلہاڑا بڑے بت کے کندھے پر رکھ دیا۔

قوم کے لوگ جب میلے سے واپس آئے اور بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے دیکھا تو سخت ناراض ہوئے۔ ایک دوسرے سے پوچھنے لگے کہ ان کو کس نے توڑا ہے؟ سوچتے رہے کہ کس نے ہمارے بتوں کو توڑا ہوگا۔ پھر کہنے لگے کہ ہمارے شہر میں ابراہیم نام کا ایک نوجوان ہے۔ وہ ہمارے بتوں کے خلاف باتیں کرتا رہتا ہے۔ لگتا ہے کہ یہ اسی کا کام ہے۔ انھوں نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو بلا کر پوچھا: ابراہیم! کیا تم نے ہمارے بتوں کو توڑا ہے؟



سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا: جس بڑے بت کے کندھے سے کلہاڑا لٹک رہا ہے، لگتا ہے یہ اسی کا کام ہے۔ اس سے پوچھو، اگر وہ جواب دیتا ہے۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی خوبصورت انداز میں قوم کو دعوتِ توحید

پیارے بچو! سیدنا ابراہیم علیہ السلام اپنی قوم کو سمجھانا چاہتے تھے کہ یہ بت بالکل بے بس ہیں۔ جب یہ اپنی حفاظت نہیں کر سکتے تو تمھیں کیا فائدہ یا نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ قوم نے جواب دیا: ابراہیم! آپ کو تو معلوم ہی ہے کہ یہ بت بولتے نہیں ہیں۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے ان سے کہا: پھر تم پر افسوس ہے۔ جب یہ بولتے نہیں، تمھاری کوئی بھی بات سنتے نہیں، کچھ بھی کر سکنے کے قابل نہیں تو تم ان کی عبادت کیوں کرتے ہو؟ تم پر بھی تف ہے اور تمھارے معبودوں پر بھی۔

قوم کی ہٹ دھرمی

عزیز بچو! ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ ان کی قوم بتوں کی عبادت چھوڑ کر ایک رب پر ایمان لے آتی۔ الٹا وہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے سخت ناراض ہوئے۔

اس وقت کے بادشاہ نمرود کے حکم پر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو بھڑکتی ہوئی آگ میں ڈالا جاتا ہے۔



اللہ تعالیٰ نے آگ کو حکم دیا کہ اے آگ! ابراہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا۔ اللہ کا جیسے ہی حکم آیا، آگ سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہوگئی۔ اللہ کے نبی کو بالکل کوئی تکلیف نہ پہنچی۔

پیارے بچو! یاد رکھو، اللہ تعالیٰ توحید پر قائم رہنے والے اپنے بندوں کی مدد اور حفاظت کرتے ہیں۔ ان کا ساتھ دیتے ہیں۔ جس کے ساتھ رب ہو، اسے کوئی بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام تو اللہ کے دوست تھے، اس لیے وہ خلیل اللہ کہلائے۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی فلسطین کی طرف ہجرت

کچھ عرصے کے بعد سیدنا ابراہیم علیہ السلام عراق چھوڑ کر جنوبی ترکی اور شام سے ہوتے ہوئے فلسطین کی سرزمین میں پہنچے۔ وہ جس بستی میں آباد ہوئے، وہاں آج اُن کے نام سے شہر الخلیل آباد ہے۔ یہاں انھوں نے اپنی گزر بسر کے لیے بھیڑ بکریاں پال لیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے مال میں خوب برکت دی۔



ان کی بیوی سارہ علیہاالسلام اور بھتیجے لوط علیہ السلام دونوں ان کے ساتھ ہی تھے۔ دونوں ان پر ایمان لا چکے تھے۔ بعد میں لوط علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے نبی بنا دیا۔

ایک مرتبہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام اپنی بیوی سارہ علیہاالسلام کے ساتھ مصر تشریف لے گئے۔ وہاں کے بادشاہ نے سارہ علیہاالسلام کی ایک کرامت دیکھ کر شاہی خاندان کی ایک لڑکی ہاجرہ ان کی خدمت میں پیش کر دی۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کچھ عرصہ مصر میں رہنے کے بعد دوبارہ فلسطین آ گئے۔ ان کی بیوی سارہ علیہاالسلام کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی۔ سارہ علیہاالسلام نے ان سے کہا کہ آپ ہاجرہ سے شادی کر لیں۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے ہاجرہ سے شادی کر لی تو ان کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام اسماعیل رکھا گیا۔ یہ ہمارے پیارے رسول ﷺ کے جدامجد ہیں۔

اس کے ایک عرصہ بعد سیدہ سارہ علیہاالسلام کے ہاں بھی بیٹا پیدا ہوتا ہے جس کا نام اسحاق رکھا جاتا ہے۔ بہت سے نبی ان کی اولاد سے پیدا ہوئے۔

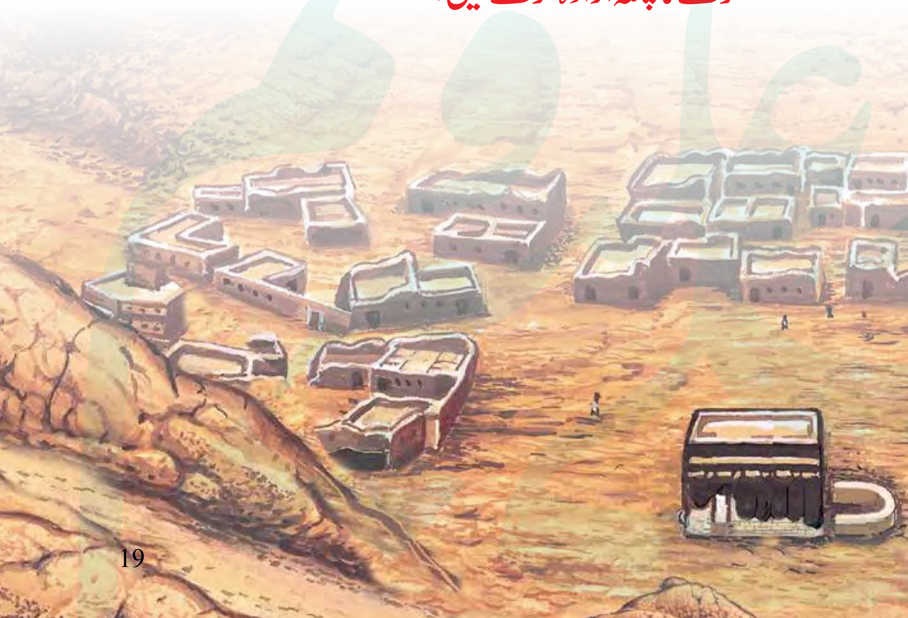
سیدنا اسماعیل اور سیدہ ہاجرہ علیہما السلام کی مکہ میں آباد کاری

سیدنا اسماعیل علیہ السلام کے پیدا ہونے کے کچھ عرصے کے بعد اللہ کے حکم سے سیدنا ابراہیم علیہ السلام ہاجرہ اور اسماعیل کو مکہ چھوڑ آتے ہیں۔ اس وقت مکہ میں کوئی آبادی نہیں تھی۔ وہاں پینے کے لیے پانی بھی نہ تھا۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام خود واپس فلسطین آجاتے ہیں۔ سیدہ ہاجرہ علیہا السلام کے پاس تھوڑا سا پانی تھا جو جلد ہی ختم ہو گیا۔ ننھے اسماعیل علیہ السلام کو پیاس لگی تو سیدہ ہاجرہ علیہا السلام پانی کی تلاش میں صفا پہاڑی پر چڑھتی ہیں۔ وہاں سے بھاگ کر مروہ پہاڑی پر چڑھ جاتی ہیں۔ چاروں طرف



دیکھا کہ کہیں سے پانی مل جائے۔ وہ صفا اور مروہ کے درمیان سات چکر لگاتی ہیں مگر کہیں بھی پانی نظر نہ آیا۔ اللہ تعالیٰ کو اپنی بندی کے چکر لگانے اتنے پسند آئے کہ انھیں سعی کا نام دے کر حج اور عمرے کی عبادت کا حصہ بنا دیا۔ جب تک صفا اور مروہ کے درمیان سات چکر نہ لگائے جائیں، حج یا عمرہ مکمل نہیں ہوتا۔

عزیز بچو! جو کوشش اور محنت کرتا ہے، اللہ اسے اس کا بہترین پھل دیتے ہیں۔ تو کیا آپ نیک کاموں میں بھرپور کوشش کرنے کا پختہ ارادہ کرتے ہیں؟



زم زم کا چشمہ پھوٹ پڑا

ادھر اللہ کے حکم سے فرشتہ جبریل علیہ السلام نے زمین پر اپنا پَر مارا تو اسماعیل علیہ السلام کے پاس زم زم کا چشمہ جاری ہوگیا۔ یہ پانی دنیا کا سب سے افضل پانی ہے۔ اس برکت والے پانی کو جس نیت سے پیا جائے، اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اسے پورا فرما دیتے ہیں۔

سیدنا اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ زم زم کے چشمے کے قریب ہی رہنے لگے۔ اسی دوران میں یمن سے تعلق رکھنے والا بنو جرہم کا قبیلہ وہاں سے گزر رہا تھا۔ انھیں پانی کی تلاش تھی۔ چونکہ زم زم کا پانی وہاں موجود تھا، اس لیے انھوں نے سیدہ ہاجرہ علیہا السلام سے وہاں رہنے کی اجازت مانگی۔ سیدہ ہاجرہ علیہا السلام نے انھیں اجازت دے دی۔
اس طرح بنو جرہم کے لوگ مکہ میں رہنے لگے۔





سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا خواب اور بیٹے کی فرماں برداری

سیدنا ابراہیم علیہ السلام اپنی اہلیہ ہاجرہ علیہا السلام اور بیٹے اسماعیل علیہ السلام سے ملنے کے لیے فلسطین سے آیا کرتے تھے۔ جب سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی عمر تقریباً تیرہ سال کی ہوئی تو سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے خواب دیکھا کہ وہ اپنے بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں۔ انھوں نے بیٹے سے خواب کا ذکر کیا تو ہر بات ماننے والے بیٹے اسماعیل نے جواب دیا: ابا جان! اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو حکم دیا ہے، اس پر ضرور عمل کریں۔ میں ان شاء اللہ صبر کروں گا۔ سیدنا اسماعیل علیہ السلام نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے خواب کو

اللہ کا حکم قرار دیا کیونکہ نبیوں کے خواب بھی وحی الٰہی ہوتے ہیں۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بیٹے کو الگ لے جا کر ذبح کرنے کے لیے زمین پر لٹا لیا، ادھر اللہ کے حکم پر فرشتوں کے سردار جبریل علیہ السلام جنت سے بڑا موٹا تازہ دنبہ لے کر آ جاتے ہیں اور اسے اسماعیل علیہ السلام کی جگہ لٹا دیتے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے دنبے کو ذبح کر دیا۔

ابراہیم علیہ السلام کا یہ کام اللہ کو اتنا پسند آیا کہ اس نے قربانی والے عمل کو ابراہیم علیہ السلام کی سنت بنا دیا، اس لیے ہر سال پوری دنیا کے مسلمان 10 ذوالحجہ کو اس سنت پر عمل کرتے ہوئے قربانی کرتے ہیں۔

پیارے بچو! اس واقعے سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ جو بچہ اپنے والد کا فرماں بردار بن جاتا ہے، اللہ اس سے بڑا خوش ہوتا ہے، اس لیے ہمیں اپنے والدین کی بات ماننی چاہیے تاکہ اللہ تعالیٰ ہم سے خوش ہو جائے۔

بیت اللہ کی تعمیر

اللہ تعالیٰ کے حکم پر ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام بیت اللہ کی تعمیر کرتے ہیں۔ جب تعمیر مکمل ہو گئی تو ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کے رہنے والوں کے لیے دعا فرمائی کہ اے اللہ! انھیں بہت زیادہ رزق عطا فرما۔ پھر وہ مکہ کے سب سے اونچے پہاڑ ابو قُبیس پر چڑھتے ہیں اور لوگوں کو حج کے لیے بلاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں میں بیت اللہ کی محبت ڈال دی۔ اس طرح پوری دنیا سے ہر سال لاکھوں لوگ حج کے لیے مکہ مکرمہ آتے ہیں۔

سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی شادی بنو جرہم کی ایک خاتون کے ساتھ



ہوتی ہے۔ سیدنا اسماعیل علیہ السلام لمبی عمر پا کر مکہ مکرمہ ہی میں فوت ہوئے۔ اپنی زندگی میں وہی مکہ کے سردار تھے۔ ان کے بارہ بیٹوں کی اولاد عرب میں پھیل گئی۔ سیدنا اسماعیل علیہ السلام کے بعد بنو جرہم نے کوئی دو ہزار سال تک مکہ مکرمہ پر حکومت کی۔ پھر ان سے بنو خزاعہ نے حکومت لے لی۔ بنو خزاعہ کوئی تین سو سال تک مکہ مکرمہ پر حکومت کرتے رہے۔ اس دوران میں سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کا مکہ مکرمہ کی حکومت سے کوئی تعلق نہ تھا۔



وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ

اور ہم نے آپ کا ذِکر بلند کر دیا

آپ ﷺ کا اعلیٰ حسب نسب

سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں عدنان نے شہرت حاصل کی۔ بنوعدنان میں فِہر نام کی ایک شخصیت پیدا ہوئی جن کا لقب قریش تھا۔ یہ اپنے وقت کی بڑی اہم شخصیت تھے۔ انھی کے نام پر قریش کا قبیلہ وجود میں آیا۔ ہمارے پیارے رسول ﷺ بھی قریشی ہیں۔ فہر کی اولاد میں سردار قُصی پیدا ہوئے جنھوں نے قریش کی تاریخ کا رخ بدل دیا۔ انھوں نے بڑی عقلمندی سے بنوخزاعہ سے مکہ مکرمہ کی حکومت لے لی۔ اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے جو لوگ مکہ چھوڑ کر دوسرے علاقوں میں جا چکے تھے، انھیں واپس مکہ مکرمہ بلایا۔ ان کی

عزت کی اور انھیں مکہ میں آباد کیا۔

سردار قُصّی نے بیت اللہ شریف کی شمالی جانب دارالندوہ تعمیر کروایا۔ یہاں قریش کے اہم فیصلے کیے جاتے تھے۔لڑکیوں کی شادیاں بھی یہیں کی جاتیں۔اگر کوئی لڑائی ہوتی تو جھنڈا بھی یہیں سے باندھا جاتا۔گویا یہ ایک طرح سے قریش کی پارلیمنٹ تھی۔

قصی کے پوتے کا نام ہاشم بن عبدمناف تھا جو اللہ کے رسول ﷺ کے پردادا تھے۔ یہ بھی اپنے وقت کی عظیم شخصیت تھے۔بہت زیادہ سخی اور دل کھول کر خرچ کرنے والے تھے۔اسی لیے ان کو وادی بطحا (مکہ) کا سردار بھی کہتے تھے۔انھی کے نام کی وجہ سے اللہ کے رسول ﷺ کو ہاشمی بھی کہا جاتا ہے۔ یاد رکھیں کہ اللہ کے رسول ﷺ قریشی بھی ہیں اور ہاشمی بھی ہیں۔

سردار ہاشم کی شادی مدینہ منورہ کی ایک معزز خاتون سلمٰی بنت عمرو سے ہوئی۔ان کا تعلق بنوخزرج کی ایک شاخ بنونجار سے تھا۔ ان کے ہاں بیٹا شیبہ پیدا ہوا جو عبدالمطلب کے نام سے مشہور

ہوئے۔ یہ ہمارے پیارے رسول ﷺ کے دادا محترم تھے۔

سردار عبدالمطلب کے بارہ بیٹے تھے۔ ان کے سب سے لاڈلے اور خوبصورت بیٹے کا نام عبداللہ تھا۔ عبداللہ کی شادی قریش کی ایک نہایت معزز اور محترم خاتون سیدہ آمنہ بنت وہب سے ہوئی جو قُصیؔ کے بھائی زُہرہ کے خاندان سے تھیں۔ سردار عبداللہ ہمارے پیارے رسول ﷺ کے والد محترم اور سیدہ آمنہ آپ ﷺ کی والدہ محترمہ تھیں۔

سردار عبدالمطلب نے اپنے بیٹے عبداللہ کو کسی کام کے لیے مدینہ منورہ بھیجا۔ مدینہ منورہ کا نام اس وقت یثرب تھا۔ سردار عبداللہ وہاں بیمار ہو کر وفات پا گئے۔



اللہ کے رسول ﷺ ابھی اس دنیا میں تشریف نہیں لائے تھے کہ آپ کے والد محترم اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ سیدہ آمنہ کو اپنے شوہر کی وفات پر گہرا دکھ ہوا۔

ہاتھیوں والوں کا حشر

جس سال اللہ کے رسول ﷺ اس دنیا میں تشریف لائے، اسی سال یمن کا حبشی گورنر ابرہہ بیت اللہ شریف گرانے کے لیے ساٹھ ہزار فوجی اور تیرہ ہاتھی لے کر مکہ مکرمہ آیا تھا مگر وہ بری طرح ناکام ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کی حفاظت فرمائی۔

اللہ کے گھر کو گرانے کا منصوبہ بنانے والوں کا انجام یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر پرندوں کا لشکر بھیجا۔ یہ چھوٹے چھوٹے پرندے تھے جن کے منہ میں ایک چھوٹا سا کنکر اور دونوں پنجوں میں ایک ایک کنکر تھا۔ وہ سمندر کی طرف سے آئے اور لشکر کے اوپر یہ کنکر برساتے چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کنکروں میں اتنی طاقت رکھی تھی کہ جس جس کو کنکر لگتا، وہ وہیں تباہ و برباد ہو جاتا۔ ابرہہ سمیت سارا لشکر تباہ و برباد ہو گیا۔ اس سال کو عام الفیل، یعنی ہاتھیوں کے لشکر کا سال کہتے ہیں۔





نبی ﷺ کی پیدائش

ہمارے پیارے رسول ﷺ مکہ مکرمہ میں ربیع الاول کے مہینے میں اس دنیا میں تشریف لائے۔ آپ کے دادا محترم کو جب پوتے کی پیدائش کی خوشخبری ملی تو بہت خوش ہوئے۔ انھوں نے بیت اللہ شریف میں اپنے پوتے کے لیے بہت زیادہ دعائیں مانگیں۔ اپنے لاڈلے پوتے کا نام محمد رکھا۔ یاد رکھیے کہ محمد اسے کہتے ہیں جس کی بہت زیادہ تعریف کی جائے۔ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ ہمارے پیارے رسول ﷺ کی اس کائنات میں اللہ کے بعد سب سے زیادہ تعریف کی جاتی ہے۔

ہمارے پیارے رسول ﷺ اس دنیا کے لیے رحمت بن کر تشریف لائے ہیں۔ پوری دنیا میں ان سے افضل اور بہتر کوئی

نہیں۔ ہم ان سے اپنے والدین، اپنے بیوی بچوں بلکہ اپنی جان سے بھی زیادہ محبت کرتے ہیں۔ ان سے محبت کرنا ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ ہمیں اللہ کے رسول ﷺ پر کثرت سے درود شریف پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم جب بھی اپنے پیارے رسول کا نام سنیں تو بڑی محبت اور پیار سے کہیں (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ)۔



ہمارے نبی ﷺ حلیمہ سعدیہ کے دیس میں

اللہ کے رسول ﷺ کو سب سے پہلے ان کی والدہ محترمہ سیدہ آمنہ نے دودھ پلایا۔ اس کے بعد آپ ﷺ کے چچا ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے دودھ پلایا۔ پرانے زمانے سے عربوں کے معزز اور شریف گھرانوں کی یہ عادت چلی آرہی تھی کہ وہ دودھ پلانے

کے لیے اپنے بچوں کو خالص دیہاتی ماحول میں بھجوا دیتے تھے تا کہ ان کے جسم مضبوط ہوں اور وہ خالص عربی زبان سیکھ سکیں۔

طائف سے جنوب کی طرف بنو ہوازن کی ایک شاخ بنو سعد آباد تھی۔ وہاں سے سیدہ حلیمہ اپنی سہیلیوں اور خاوند کے ساتھ مکہ آتی ہیں۔ انھیں امیر گھرانوں کے بچوں کی تلاش تھی۔ حلیمہ کی تمام سہیلیوں کو امیر گھرانوں سے بچے مل گئے مگر سیدہ حلیمہ کو کوئی بچہ نہ مل سکا۔ انھیں بتایا گیا کہ سردار عبدالمطلب کا یتیم پوتا ہے جن سے بہت بڑی اجرت کی زیادہ امید نہیں۔ حلیمہ اپنے خاوند سے مشورہ کر کے اسی یتیم بچے کو گود لے لیتی ہیں۔



سیدہ حلیمہ سعدیہ کے علاقے کی ایک تصویر

حلیمہ سعدیہ کے گھر میں برکتوں کا نزول

نبی کریم ﷺ کی وجہ سے سیدہ حلیمہ کے گھر میں بڑی برکتیں آئیں۔ ان کی گدھی جو بڑی کمزور اور آہستہ آہستہ چلتی تھی، سب سے زیادہ تیز دوڑنے لگی۔ اونٹنی بھی زیادہ دودھ دینے لگی۔ اللہ کے رسول ﷺ کے دودھ شریک بہن بھائی بھی تھے۔ ان میں سے ایک بہن کا نام اُنیسہ اور دوسری کا شیماء تھا۔ شیماء آپ کو لوریاں دیا کرتی تھی۔ بھائی کا نام عبداللہ تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے دو سال بنوسعد میں گزارے۔ پھر سیدہ حلیمہ انھیں لے کر ان کی والدہ کے پاس مکہ مکرمہ آتی ہیں۔ سیدہ حلیمہ کو انعام سے نوازا گیا۔ سیدہ حلیمہ کی خواہش تھی کہ محمد (ﷺ) ان کے پاس کچھ وقت اور گزاریں، چنانچہ آپ ﷺ نے دو سال مزید بنوسعد میں گزارے۔ اس طرح چار سال کا عرصہ بنوسعد میں گزارنے کے بعد آپ اپنی والدہ کے پاس واپس تشریف لائے۔ آپ ﷺ اس عمر میں دوسرے بچوں کے مقابلے میں بڑے صحت مند، طاقتور اور خوبصورت تھے۔

نبی ﷺ کی والدہ کا انتقال

اللہ کے رسول ﷺ کی والدہ آپ سے شدید محبت کرتی تھیں۔ جب آپ ﷺ کی عمر مبارک چھ سال ہوئی تو آپ کی والدہ آپ کو لے کر اپنی لونڈی ام ایمن کے ساتھ یثرب جاتی ہیں۔ وہاں آپ کے ننھیالی رشتہ دار تھے۔ انھوں نے خوب عزت واحترام کے ساتھ مہمان نوازی کی۔

یثرب میں ایک ماہ ٹھہرنے کے بعد جب آپ والدہ کے ساتھ واپس مکہ مکرمہ آ رہے تھے تو سیدہ آمنہ راستے میں بیمار ہو گئیں۔ ابواء کا مقام مدینہ منورہ سے 170 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ وہاں



ابواء کے مقام پر سیدہ آمنہ کی قبر کے آثار، تصویر ویکیپیڈیا

پہنچ کر ہمارے پیارے رسول ﷺ کی والدہ سیدہ آمنہ وفات پا جاتی ہیں۔ ان کو ابواء ہی میں دفن کیا جاتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کو اپنی والدہ کی وفات پر بہت دکھ ہوا۔



سردار عبدالمطلب کی آپ ﷺ سے محبت

والدہ کی وفات کے بعد ہمارے پیارے نبی ﷺ اپنے دادا کی کفالت میں آجاتے ہیں۔ سردار عبدالمطلب پہلے ہی آپ سے بہت محبت کرتے تھے۔ آپ کی والدہ کی وفات کے بعد اور زیادہ محبت کرنے لگے۔

اللہ کے رسول ﷺ بچپن ہی سے بڑے با ادب تھے۔ آپ

نے کسی سے کبھی لڑائی جھگڑا نہیں کیا۔ ہمیشہ سچ بولتے۔ بڑوں کا ادب کرتے۔آپ بڑے اچھے اخلاق کے مالک تھے۔یہی وجہ تھی کہ ہرکوئی آپ ﷺ سے محبت کرتا تھا۔آپ کے دادا محترم تو آپ کی ایک ایک ادا پر فدا ہوتے تھے۔ وہ آپ کو بیت اللہ شریف کے سائے میں قالین پر اپنے ساتھ بٹھاتے اور کہتے کہ میرا یہ پوتا بڑی شان والا ہوگا۔ جب آپ ﷺ کی عمر مبارک آٹھ سال ہوئی تو نہایت محبت کرنے والے دادا محترم بھی وفات پا گئے۔ وفات کے وقت سردار عبدالمطلب کی عمر بیاسی سال تھی۔

آپ ﷺ سردار ابوطالب کی پرورش میں

اب نبی ﷺ کی پرورش آپ کے چچا سردار ابوطالب اور ان کی اہلیہ سیدہ فاطمہ بنت اسد کرتے ہیں۔ یہ دونوں ہاشمی تھے۔ اللہ کے رسول ﷺ کا بچپن ان کے گھر میں گزرتا ہے۔اسی زمانے میں آپ ﷺ نے مکہ کے بچوں کے ساتھ مل کر بکریاں بھی چرائیں۔ یہ بھی جان لیں کہ ہر نبی نے بکریاں چرائی ہیں کیونکہ بکریاں چرانے سے صبر، برداشت، حوصلہ اور شفقت جیسی عظیم خوبیاں پیدا ہوتی

ہیں۔

بچپن میں اللہ کے رسول ﷺ اپنے چچا سردار ابو طالب کے ساتھ ملکِ شام بھی تشریف لے گئے۔ شام کے علاقے میں بُصریٰ نام کا تجارتی شہر تھا۔ وہاں بحیرا راہب کے مشورے پر آپ ﷺ کے چچا نے آپ کو واپس مکہ مکرمہ بھجوا دیا۔



بصریٰ میں واقع بحیرا راہب کی خانقاہ کی ایک تصویر

نبی ﷺ کا پاکیزہ بچپن

اللہ کے رسول ﷺ کا بچپن بالکل بے داغ، پاکیزہ اور ہر قسم کی غلطیوں سے پاک تھا۔ آپ ﷺ کا کوئی استاد نہ تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے براہِ راست خود آپ کو علم عطا کرنا تھا۔ آپ لکھنا پڑھنا بھی نہیں



جانتے تھے تا کہ نبی بننے کے بعد کافروں کو آپ پر الزام تراشی کا موقع نہ ملے۔ آپ نے کبھی بتوں کے سامنے سجدہ نہیں کیا۔ نہ غیر اللہ کے نام کی کوئی چیز ہی کھائی۔ آپ اپنے رشتہ داروں کے کام آتے۔ ہمسایوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے۔ جن کو کوئی نہ پوچھتا، آپ ان کی مدد کرتے، ان کے چھوٹے بڑے کام کرتے۔ آپ سچ بولنے والے اور نہایت ایمان دار تھے۔ اسی لیے مکہ والے آپ کو صادق اور امین کہتے تھے۔

صادق اسے کہتے ہیں جو ہمیشہ سچ بولتا ہو اور امین اسے کہتے ہیں جو نہایت امانت دار ہو، امانت میں خیانت نہ کرتا ہو۔ اللہ کے رسول ﷺ تو نہایت ہی سچے اور امانت دار تھے۔

شام کی طرف سفرِ تجارت

قریش کے لوگوں کا پیشہ اور بزنس تجارت تھا۔ وہ تجارتی سامان لے کر مختلف علاقوں میں جایا کرتے تھے۔ قریش کی ایک عظیم خاتون خدیجہ بنت خویلد بڑی مالدار تھیں۔ وہ بھی تجارت کرتی تھیں۔ تاجروں کو اپنا سامانِ تجارت دے کر یمن اور شام روانہ کرتیں۔ تاجر وہاں جا کر خرید وفروخت کرتے۔ مکہ سے لایا ہوا سامان وہاں بیچتے اور وہاں سے سامان لا کر مکہ مکرمہ میں بیچتے۔ انھیں جو منافع ہوتا، اسے طے شدہ شرائط کے مطابق سیدہ خدیجہ اور



یہ تاجر آپس میں تقسیم کر لیتے۔ اللہ کے رسول ﷺ کی سچائی اور دیانت داری کا پورے مکہ مکرمہ میں چرچا تھا۔ آپ ﷺ نے بھی قریش کے دوسرے لوگوں کی طرح تجارت کرنی شروع کر دی۔

سیدہ خدیجہ نے سوچا کہ کیوں نہ محمد (ﷺ) کو سامانِ تجارت دے کر شام کے علاقے میں بھیجا جائے۔ انھوں نے اللہ کے رسول ﷺ کو پیغام بھیجا کہ آپ میرا سامانِ تجارت بیچنے کے لیے شام لے کر جائیں، میں آپ کو دوسرے تاجروں سے زیادہ منافع دوں گی۔

اللہ کے رسول ﷺ کو جب سیدہ خدیجہ کا پیغام ملا تو آپ نے اپنے چچا ابوطالب کو اس کے بارے میں بتایا تو انھوں نے کہا: یہ اللہ تعالیٰ کا رزق ہے جو اس نے آپ کے نصیب میں لکھ دیا ہے۔ اس طرح آپ نے یہ پیشکش قبول کر لی۔

اللہ کے رسول ﷺ سیدہ خدیجہ کا سامانِ تجارت لے کر شام روانہ ہونے لگے تو سیدہ خدیجہ نے اپنا ایک غلام میسرہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ کر دیا۔ اس غلام کا کام راستے میں آپ ﷺ

کی خدمت کرنا اور اونٹوں کا خیال رکھنا تھا۔

اللہ کے رسول ﷺ بڑے کامیاب تاجر تھے۔ جب آپ ﷺ شام گئے تو سامانِ تجارت بڑی اچھی قیمت پر بِک گیا۔ آپ نے خوب منافع کمایا۔ میسرہ بھی آپ کے اخلاق اور کردار سے بڑا متاثر ہوا۔ وہ آپ ﷺ کے ہر معاملے کو بڑے غور سے دیکھتا رہا کہ آپ لوگوں کے ساتھ کس طرح پیش آتے ہیں۔

اللہ کے رسول ﷺ مکہ واپس پہنچے تو سیدہ خدیجہ کو سارا حساب پیش کر دیا۔ منافع ان کی سوچ سے بھی زیادہ تھا۔ سیدہ خدیجہ آپ کے اتنا زیادہ منافع لانے سے بڑی خوش ہوئیں۔ ادھر جب میسرہ نے سیدہ خدیجہ کو آپ کے عمدہ اخلاق کے بارے میں بتایا تو وہ آپ کی عقلمندی، سچائی اور دیانت داری سے بے حد متاثر ہوئیں۔

سیدہ خدیجہ سے شادی

سیدہ خدیجہ کی پہلے دو بار شادی ہو چکی تھی۔ اس وقت ان کی عمر چالیس سال تھی۔ ان کو مکہ کے کئی معزز لوگوں نے شادی کا پیغام بھیجا مگر انھوں نے انکار کر دیا۔



جب سیدہ خدیجہ نے اللہ کے رسول ﷺ کے اعلیٰ اخلاق، اچھے کردار اور حسنِ سلوک کے متعلق میسرہ کی گواہی سنی تو ان کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ میں محمد ﷺ سے شادی کیوں نہ کرلوں، چنانچہ انھوں نے اپنی سہیلی نفیسہ کے ذریعے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا۔

اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے خاندان بنو ہاشم کے بزرگوں سے مشورہ کیا۔ سیدہ خدیجہ بھی قریشی تھیں اور اونچے حسب نسب والی تھیں۔ معزز گھرانے سے تعلق رکھتی تھیں۔ سبھی نے یہ رشتہ بڑا پسند کیا۔ اس وقت کے رواج کے مطابق سیدہ خدیجہ کے چچا عمرو بن اسد سے رشتہ مانگا جاتا ہے جو بڑی خوشی سے قبول کرلیا جاتا ہے۔

اس طرح اللہ کے رسول ﷺ کا نکاح سیدہ خدیجہ سے ہو جاتا ہے۔ اس وقت اللہ کے رسول ﷺ کی عمر مبارک پچیس سال اور

سیدہ خدیجہ کی عمر چالیس سال تھی۔ مکہ مکرمہ کے لوگ اس شادی پر بڑے خوش ہوئے۔ سیدہ خدیجہ نے اپنے غلام زید بن حارثہ کو نبی کریم ﷺ کی خدمت کے لیے وقف کر دیا۔

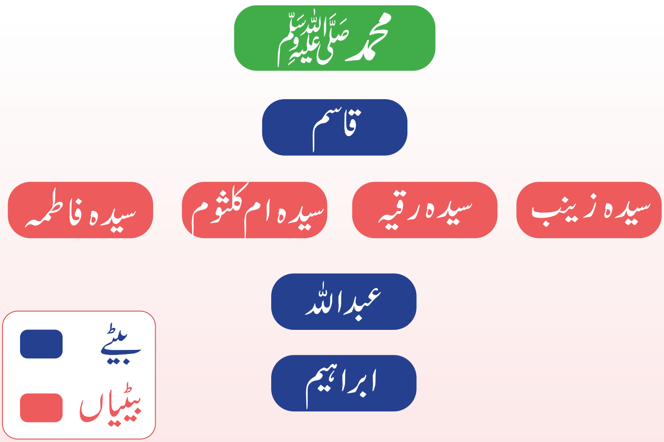
آپ ﷺ کی اولاد

شادی کے بعد سیدہ خدیجہ کے آنگن میں ایک پھول کھلتا ہے۔ ان کے ہاں پہلا بیٹا پیدا ہوتا ہے۔ اس بیٹے کا نام قاسم رکھا جاتا ہے۔ لوگوں نے اس کی نسبت سے آپ ﷺ کو ابوالقاسم کہنا شروع کر دیا۔ پھر یکے بعد دیگرے چار بیٹیاں سیدہ زینب، سیدہ رقیہ، سیدہ ام کلثوم اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہن پیدا ہوتی ہیں، پھر ایک بیٹا پیدا ہوا تو اس کا نام عبداللہ رکھا جاتا ہے۔ آپ ﷺ کے دونوں بیٹے بچپن ہی میں وفات پا گئے۔ مدینہ منورہ میں بھی اللہ کے رسول ﷺ کے ہاں سیدہ ماریہ قبطیہ سے ایک بیٹا



پیدا ہوا جس کا نام ابراہیم رکھا جاتا ہے۔ وہ بھی بچپن ہی میں وفات پا جاتا ہے۔ آپ ﷺ کی چاروں بیٹیوں نے اسلام قبول کیا اور ان کی شادیاں بھی ہوئیں۔

شادی کے بعد سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنا سارا مال آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ یہ گھرانا دنیا کا سب سے خوش قسمت اور سعادت مند گھرانا تھا۔ یہاں خوشیاں اور محبتیں تھیں۔ اللہ کے رسول ﷺ شادی کے بعد اور زیادہ بڑھ چڑھ کر رشتہ داروں سے حسنِ سلوک کرتے، مہمان نوازی کرتے، لوگوں کے کام آتے۔ جن کو کوئی پوچھنے والا نہ ہوتا، ان کی خبر رکھتے۔





جبل نور کا ایک منظر



جبل نور پر واقع غار حرا سے لیا گیا مکہ شہر کا ایک منظر

غارِ حراء میں تنہائی

آپ ﷺ بیت اللہ کے شمال مشرق کی طرف تقریباً پانچ کلومیٹر دور جبل نور کی چوٹی پر تشریف لے جاتے۔ وہاں حراء نام کا ایک چھوٹا سا غار تھا، اس میں کئی کئی دن ٹھہرے رہتے۔ اللہ کی عبادت کرتے اور غور و فکر کرتے کہ یہ آسمان کس نے بنایا۔ ان اونچے اونچے پہاڑوں کو بنانے والا کون ہے۔ اللہ کی بے شمار نشانیوں، سورج، چاند، ستاروں، زمین، آسمان وغیرہ پر غور کرتے۔ آپ کھانے پینے کا سامان ساتھ لے جاتے۔ اگر کوئی مسکین وہاں آجاتا



تو اس کو کھانا کھلاتے۔ جب کھانے پینے کا سامان ختم ہو جاتا تو آپ گھر واپس آ جاتے اور مزید کھانے پینے کا سامان تیار کروا کر پھر وہیں چلے جاتے۔ رمضان المبارک کا پورا مہینہ آپ غارِ حراء میں گزار دیتے۔

پہلی وحی کا نزول

اللہ کے رسول ﷺ کی عمر مبارک چالیس سال ہو گئی تو آپ پر پہلی وحی اتری۔ آپ ﷺ غارِ حراء میں تھے۔ رمضان المبارک کی اکیسویں رات تھی جب اللہ کا سب سے معزز فرشتہ جبریل امین پہلی وحی لے کر نازل ہوا۔ سورۃ العلق کی پہلی پانچ آیات نازل ہوتی ہیں۔

جبریل علیہ السلام نے جب آپ سے کہا کہ پڑھیے تو آپ ﷺ کا جواب تھا کہ میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ جبریل نے آپ کو سینے سے لگا کر دبایا، پھر کہا کہ پڑھیے۔ آپ ﷺ نے پھر جواب دیا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ فرشتے نے پھر آپ کو سینے سے لگا کر دبایا اور کہنے لگا کہ پڑھیے۔ آپ ﷺ نے پھر وہی جواب دیا کہ میں پڑھا



ہوا نہیں ہوں۔
اس طرح فرشتے نے
آپ ﷺ کو تین مرتبہ
سینے سے لگا کر دبایا اور پھر کہا:

﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ
مِنْ عَلَقٍ ○ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ○ الَّذِىْ عَلَّمَ
بِالْقَلَمِ ○ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ○﴾

”اپنے رب کے نام سے پڑھیے جس نے پیدا کیا۔ اس نے انسان
کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا۔ پڑھیے اور آپ کا رب بڑا کریم
ہے۔ وہ ذات جس نے قلم کے ذریعے سے علم سکھایا۔ اس نے
انسان کو وہ علم سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔“ (العلق 96:5-1)

نبی ﷺ نے جبریل علیہ السلام کے
ساتھ ساتھ ان آیات کی
تلاوت کی۔



سیدہ خدیجہ کی آپ ﷺ کو تسلی

عزیز طلبہ! غارحراء میں فرشتے کا وحی لے کر نازل ہونا کوئی معمولی بات نہ تھی۔ یہ بہت ہی اہم واقعہ تھا۔ اس واقعے سے آپ ﷺ کا گھبرا جانا فطری بات تھی۔ اللہ کے رسول ﷺ اس واقعے سے پریشان ہو جاتے ہیں۔ آپ ﷺ اپنے گھر تشریف لاتے ہیں۔

سیدہ خدیجہ نے آپ ﷺ کا ہمیشہ کی طرح بڑی خوش دلی سے استقبال کیا۔ آپ نے فرمایا: خدیجہ! میرے اوپر چادر ڈال دو۔ آپ کو چادر دے دی گئی۔ آپ نے کچھ آرام فرمانے کے بعد سیدہ خدیجہ کو سارا واقعہ سنایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: خدیجہ! مجھے اپنی

جان کا ڈر ہے۔

سیدہ خدیجہ آپ کو تسلی دیتے ہوئے کہنے لگیں:

اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی ضائع نہیں کرے گا، اس لیے کہ آپ میں بڑی اہم خوبیاں پائی جاتی ہیں۔آپ رشتہ داروں سے بڑا اچھا سلوک کرتے ہیں۔غریبوں، فقیروں اور ضرورت مندوں کی مدد کرتے ہیں۔مہمانوں کی عزت کرتے ہیں۔اگر کوئی پریشانی اور مصیبت میں مبتلا ہوتو اس کے کام آتے ہیں۔ایسی خوبیاں رکھنے والے کی اللہ ہمیشہ مدد کرتا ہے۔

کہنے لگیں: چلیے، میرے چچا کے بیٹے ورقہ بن نوفل کے پاس چلتے ہیں۔ان کو یہ ساری بات بتاتے ہیں۔

ورقہ بن نوفل نبوت کی تصدیق کرتا ہے

ورقہ بن نوفل قریشی تھے اور ان کے پاس تورات اور انجیل کا علم تھا۔وہ بھی مکہ مکرمہ میں رہتے تھے اور خاصے بوڑھے ہو چکے تھے۔ اللہ کے رسول ﷺ سیدہ خدیجہ کے ساتھ ورقہ بن نوفل کے پاس تشریف لے جاتے ہیں۔جب ان کو سارا واقعہ سنایا تو وہ کہنے لگے:

یہ تو وہی فرشتہ ہے جو سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے پاس وحی لے کر آیا کرتا تھا۔ انھوں نے اللہ کے رسول ﷺ کو خوشخبری دی کہ آپ اس امت کے نبی اور رسول ہیں۔

پھر کہنے لگے: کاش! میں جوان ہوتا، کاش! میں اس وقت تک زندہ رہوں جب آپ کی قوم آپ کو مکہ سے نکال دے گی۔

اللہ کے رسول ﷺ نے بڑی حیرانی سے پوچھا: کیا مکہ کے لوگ مجھے میرے شہر سے نکال دیں گے! ورقہ بن نوفل کہنے لگے: ہاں، جو بھی اس قسم کی دعوت اور پیغام لے کر آیا تو اسے ضرور ستایا گیا۔ اس کے ساتھ دشمنی کی گئی۔ انھوں نے آپ ﷺ کے نبی ہونے کا اقرار کیا، اس لیے اللہ کے رسول ﷺ نے انھیں جنتی قرار دیا ہے۔ اس واقعے کے تھوڑے ہی عرصے کے بعد ورقہ بن نوفل کی وفات ہو جاتی ہے۔

پیارے بچو! آیئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات مزید بلند فرمائے۔ انھوں نے ہمارے پیارے رسول ﷺ کو حوصلہ دیا اور آپ پر ایمان لائے۔

خفیہ دعوت کا آغاز

کچھ عرصے کے بعد اللہ کے رسول ﷺ پر دوسری وحی نازل ہوئی۔اس کے بعد اللہ کے رسول ﷺ نے لوگوں کو خفیہ طریقے سے ایک رب کی طرف دعوت دینی شروع کی۔آپ دعوت کا آغاز اپنے گھر سے کرتے ہیں۔

اس دعوت کے نتیجے میں اللہ کے رسول ﷺ کی اہلیہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا عورتوں میں سے سب سے پہلے اسلام قبول کرتی ہیں۔ مردوں میں سے آپ ﷺ کے دوست سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، بچوں میں سے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور غلاموں میں سے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما سب سے پہلے اسلام قبول کرتے ہیں۔آپ ﷺ کی بیٹیاں بھی فوراً اسلام قبول کر لیتی ہیں۔

نبی ﷺ نے لوگوں کو خفیہ طریقے سے آہستہ آہستہ دعوت دینی شروع کی۔سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی دعوت کے سلسلے میں آپ کا ساتھ دیتے ہیں اور لوگ اسلام قبول کرنے لگتے ہیں۔



سرِعام دعوت دینے کا حکم

کچھ عرصہ گزرتا ہے، اللہ کے رسول ﷺ پر پھر وحی نازل ہوتی ہے کہ آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیے۔ اس حکم کے بعد آپ نے قریبی رشتہ داروں کو اکٹھا کر کے اسلام کی دعوت دی۔ اور پھر ایک دن آپ ﷺ نے صفا پہاڑی پر کھڑے ہو کر قریش کے ایک ایک قبیلے کو نام لے کر بلایا۔ قریش کے سارے قبیلوں سے لوگ آپ کی آواز سن کر اکٹھے ہو گئے۔ آپ ﷺ صفا پہاڑی پر قدرے اونچی جگہ کھڑے تھے۔ آپ ﷺ نے قریش کے لوگوں سے پوچھا: اگر میں تم سے کہوں کہ اس پہاڑی کے پیچھے گھڑسواروں کا ایک لشکر جمع ہے جو تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے تو کیا تم میری بات پر

یقین کر لو گے۔ سب نے ایک آواز سے کہا: ہاں ہاں، کیوں نہیں۔ ہم آپ کی بات کو بالکل سچ مانیں گے۔ آپ کی بات کی تصدیق کریں گے کیونکہ آپ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ آپ نے تو ہمیشہ سچ ہی بولا ہے۔ اس گفتگو کے بعد اللہ کے رسول ﷺ نے ان کو توحید کی دعوت دی۔ ان کو بتایا کہ اگر تم سچے دل سے لا الٰہ الا اللہ کہہ دو، اس بات پر ایمان لے آؤ کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور میں (محمد) اللہ کا رسول ہوں تو میں تمھیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ قریش کے لوگو! بتوں کی عبادت کرنا چھوڑ دو۔ یہ کسی فائدے یا نقصان کے مالک نہیں ہیں۔



گستاخ ابولہب اور اس کی بیوی کا انجام

لوگوں میں آپ ﷺ کا چچا ابولہب بھی موجود تھا۔ آپ ﷺ کی بات سن کر باقی سارے لوگ تو خاموش رہے مگر ابولہب نے بڑی بدتمیزی کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب سورۂ لہب میں دیا۔ اسے اور اس کی بیوی ام جمیل کو جہنمی قرار دیا۔



عزیز بچو! یاد رکھو، جو شخص بھی اللہ کے رسول ﷺ کی گستاخی اور بے ادبی کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے سخت ناراض ہوتے ہیں۔ اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔ وہ دنیا و آخرت میں ذلیل و خوار ہوتا ہے۔ ابولہب اور اس کی بیوی ذلت کی موت مرتے ہیں۔ اچھی طرح سمجھ لیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کی عزت و احترام اور ان سے محبت ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ آپ ﷺ ہمیں ہماری جان سے زیادہ پیارے ہیں۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا

دعوتِ اسلام پھیلنے لگتی ہے

پورے مکہ میں اللہ کے رسول ﷺ کے نبی ہونے کا چرچا ہوجاتا ہے۔ لوگ اپنی مجلسوں اور محفلوں میں آپ ﷺ کے بارے میں باتیں کرنے لگے۔ کچھ اچھے لوگوں نے آپ کی دعوت قبول کر لی اور مسلمان ہو گئے مگر مکہ کے زیادہ تر لوگ آپ پر ایمان نہ لائے۔ مکہ کے طاقتور لوگوں نے اسلام قبول کرنے والوں پر ظلم کرنا اور انھیں مارنا پیٹنا شروع کر دیا۔ ایسے حالات میں مسلمان کافروں سے چھپ چھپا کر اپنے گھروں یا پہاڑوں کے دامن میں اللہ کی عبادت کرتے تھے۔



صفا و مروہ کے علاقے کی ایک قدیم تصویر جہاں دارِ ارقم کی بنیاد رکھی گئی

دارِ ارقم اسلام کا پہلا مرکز

انھی دنوں بنو مخزوم کا ایک نوجوان ارقم بن ابی ارقم اسلام قبول کرتا ہے۔ ان کا گھر صفا پہاڑی کے قریب واقع تھا۔ یہ گھر عام لوگوں کی نظروں سے بھی پوشیدہ تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اس گھر کو اپنا مرکز بنا لیا۔ صحابہ کرام یہاں جمع ہو جاتے۔ اللہ کے رسول ﷺ ان کو اسلامی تعلیمات سکھاتے، ان کی تربیت کرتے۔

پیارے بچو! دین کا علم حاصل کرنا اور اسلامی تعلیمات سیکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ کیا آپ پختہ ارادہ کرتے ہیں کہ آپ اپنے خوبصورت دین کا علم حاصل کریں گے اور اسلامی تعلیمات سیکھیں گے؟!



مسلمانوں پر کفار کے ظلم

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کی مشکلات میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ کئی مسلمانوں کو مار مار کر زخمی کیا گیا، حتی کہ اللہ کے رسول ﷺ کو بھی خوب تنگ کیا گیا۔ آپ کو جادوگر، دیوانہ اور شاعر کہا گیا۔ آپ کے گلے میں چادر ڈال کر گلا گھونٹنے کی کوشش بھی کی گئی۔

ان مشکل حالات میں اللہ کے رسول ﷺ کے چچا سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اسلام قبول کر لیتے ہیں۔ ان کے اسلام لانے سے مسلمانوں کو بڑی خوشی ہوئی۔

مسلمانوں کی مشکلات میں مزید اضافہ ہوتا چلا گیا۔ کمزور مسلمانوں کا تو بہت برا حال تھا۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے سینے پر گرم پتھر رکھے جاتے، ان کو گلیوں میں گھسیٹا جاتا مگر وہ احد احد، یعنی اللہ ایک ہے، اللہ ایک ہے، کے نعرے بلند کرتے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام

انھی دنوں اسلام کو ایک اور بڑی کامیابی ملتی ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اسلام قبول کر لیتے ہیں۔ وہ اسلام کے سخت دشمن تھے۔ وہ اللہ کے رسول ﷺ کو (معاذ اللہ) قتل کرنے کے ارادے سے نکلے۔ ہاتھ میں ننگی تلوار تھی۔ ابھی راستے میں تھے کہ انھیں معلوم ہوا کہ ان کی بہن فاطمہ اور بہنوئی سعید نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ وہ ان کے گھر چلے گئے۔ بہنوئی کو اسلام لانے اور قرآن پڑھنے کے جرم میں مارنا شروع کر دیا۔ بہن چھڑوانے کے لیے آگے بڑھی تو اس کو بھی مارا۔ دونوں میاں بیوی نے بڑے عزم سے کہا: بلا شبہ ہم مسلمان ہو چکے ہیں۔ اب تم جو چاہو کر لو۔ دونوں میاں بیوی کی استقامت کے سامنے عمر بھی جھک گئے۔ وہ لاجواب ہو کر کہنے لگے: مجھے قرآن دو میں اسے پڑھنا چاہتا ہوں۔ وہ غسل کر کے پاک صاف ہوئے اور ان کو قرآن دیا گیا تو سورۂ طٰہٰ کی شروع والی آیات پڑھتے ہی سیدنا عمر کے دل کی کیفیت بدل گئی۔ ان کے لیے اللہ کے رسول ﷺ نے چند دن پہلے نام لے کر ہدایت کی دعا بھی کی تھی جو

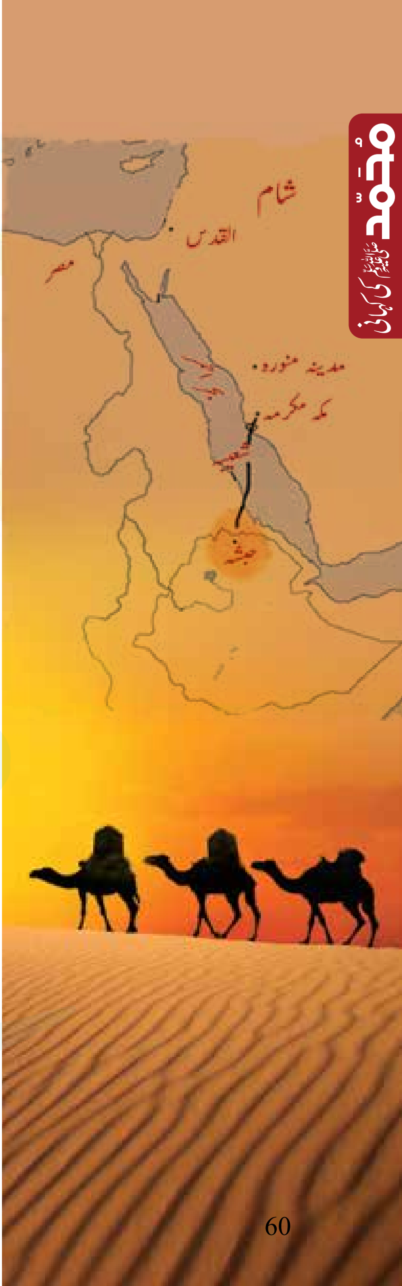
اب قبول ہونے لگی تھی۔ وہ دارارقم میں آئے اور اللہ کے رسول ﷺ کے مبارک ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا۔ مسلمانوں نے اس پر خوشی سے اونچی آواز میں ''اللہ اکبر'' کہا۔ ان کے اسلام لانے سے بھی اسلام کو بہت فائدہ پہنچا۔ جب انھوں نے اسلام قبول کیا، اس وقت مسلمانوں کی تعداد چالیس تھی۔

پھر ایک دن سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی قیادت میں سارے مسلمانوں نے پہلی مرتبہ حرم شریف میں نماز ادا کی۔

پیارے بچو! آپ نے دیکھا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی بہن اور بہنوئی نے مار کھانی گوارا کرلی مگر اسلام سے ایک قدم بھی پیچھے ہٹنے کو تیار نہ ہوئے۔







ہجرت حبشہ

مسلمانوں پر جب ظلم حد سے زیادہ بڑھ گیا تو اللہ کے رسول ﷺ نے مظلوم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دے دی۔ وہاں کا بادشاہ نجاشی عیسائی تھا۔ وہ کسی پر ظلم نہیں کرتا تھا۔ وہ ایک عادل اور انصاف کرنے والا حاکم تھا۔ مسلمان جب ہجرت کر کے وہاں پہنچے تو نجاشی نے انھیں امن و امان سے رہنے کی اجازت دے دی۔ قریش مکہ نے ایک وفد نجاشی کے

پاس بھیجا۔ یہ وفد اپنے ساتھ چمڑے کی بنی ہوئی چیزیں بطور تحفہ لایا تھا۔ نجاشی کو چمڑے کی چیزیں بہت پسند تھیں۔ نجاشی، اس کے درباری اور پادری تحفے پا کر بڑے خوش ہوئے۔

وفد نے مسلمانوں کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ نجاشی نے کہا کہ میں مسلمانوں کی بات سن کر ہی کوئی فیصلہ کروں گا۔ اس نے مسلمانوں کو بلوا بھیجا۔ رسول اللہ ﷺ کے چچا کے بیٹے سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کی نمائندگی کی۔ یہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی تھے۔ انھوں نے نجاشی کے دربار میں بڑی عمدہ تقریر کی اور وہاں قرآن سنایا۔ نجاشی اور پادریوں نے قرآن سنا تو اُن کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ نجاشی نے کہا کہ انجیل اور قرآن پاک دونوں ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کیے ہوئے ہیں۔

اس نے وفد کا مطالبہ نہ مانا اور مسلمانوں کو ان کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا۔ ان کے تحفے واپس کر دیے۔ اس طرح قریشی وفد بالکل ناکام ہو کر واپس مکہ آتا ہے۔





کفار کی ایک نئی چال

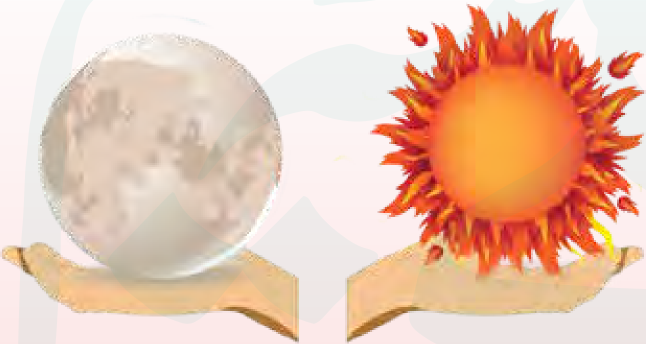
مکہ مکرمہ میں اسلام پھیل رہا تھا۔ ہر گھر کا کوئی نہ کوئی فرد مسلمان ہو چکا تھا۔ کافروں نے اسلام کی دعوت روکنے کے لیے ایک نئی چال چلی۔ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس وفد بھیجے، آپ کو لالچ دیا۔ دباؤ ڈالا۔ کہنے لگے: آپ اس دعوت کو چھوڑ دیں، ہم آپ کو مکہ کا بادشاہ بنا لیتے ہیں۔ اگر آپ کسی خوبصورت عورت سے شادی کے خواہش مند ہیں تو ہم آپ کی شادی کروانے کے لیے تیار ہیں۔ اگر مال و دولت چاہیے تو ہم آپ کے قدموں میں دولت کے ڈھیر لگا دیتے ہیں۔

عزیز بچو! اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے بلند مقاصد تھے۔ آپ اللہ کی توحید پھیلانے اور اللہ کی پہچان کرانے کے لیے اس دنیا میں

بھیجے گئے تھے۔آپ ﷺ نے قریش کی یہ ساری باتیں ٹھکرا دیں۔ اور ہمارے لیے سبق چھوڑا کہ دین سے قیمتی کوئی چیز نہیں۔دین کو کسی بھی قیمت پر نہیں چھوڑنا چاہیے۔

قریش کی ایک اور چال ناکام ہوئی

قریش نے ایک اور چال چلی۔ وہ آپ ﷺ کے چچا سردار ابوطالب کے پاس گئے۔ان کو بھی دھمکیاں دیں۔دباؤ میں لانے کی کوشش کی۔سردار ابوطالب نے ہر موقع پر آپ ﷺ کی مدد کی تھی۔ایک دن جب سردار ابوطالب نے اللہ کے رسول ﷺ سے کہا کہ قریش دھمکیاں دیتے اور ڈراتے ہیں۔آپ مجھ پر میری طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالیں اور اپنی دعوت سے رک جائیں۔



آپ ﷺ کا پختہ عزم اور ارادہ ملاحظہ کیجیے، آپ نے ارشاد فرمایا:
چچا جان! اللہ کی قسم! اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ پر چاند اور دوسرے ہاتھ پر سورج رکھ دیں تو بھی میں اس دعوت کو نہیں چھوڑوں گا۔

چچا ابو طالب نے جب آپ کا یہ پختہ عزم اور ارادہ دیکھا تو کہنے لگے: جائیں، آپ اللہ کے دین کی تبلیغ کرتے رہیں۔ میں آپ کا مکمل ساتھ دوں گا۔



اس دوران میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر ظلم و تشدد میں مزید اضافہ ہوتا چلا گیا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مارا جاتا ہے حتی کہ ان کی جان جانے کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ سیدنا خباب بن ارتّ رضی اللہ عنہ لوہار تھے۔ وہ تلواریں بناتے تھے۔ ان کی مالکہ اُمِّ انمار بھٹی میں سلاخیں گرم کر کے

ان سے انھیں داغا کرتی تھی۔ سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کی والدہ سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا کو ابوجہل نے شہید کر دیا۔

شعب ابی طالب میں قید

کفار کے اس سارے ظلم و تشدد کے باوجود اسلام پھیلتا چلا گیا۔ حق بڑھتا چلا گیا۔ اسلام قبول کرنے والوں میں اکثر لوگ کمزور اور غریب تھے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سمیت کئی



شعب ابی طالب

غلاموں اور لونڈیوں کو خرید کر آزاد کر دیا۔ قریش نے سوچا کہ بنو ہاشم اور بنو مطلب (ہاشم کے بھائی مطلب کی اولاد) کا بائیکاٹ کیا جائے، چنانچہ ان دونوں خاندانوں کا سوشل بائیکاٹ کیا جاتا ہے۔ قریش نے ایک تحریر لکھی کہ ان کے ساتھ نہ تو کاروبار کیا جائے گا نہ ہی رشتہ لیا دیا جائے گا۔ نہ ملاقات کی جائے گی اور نہ خرید و

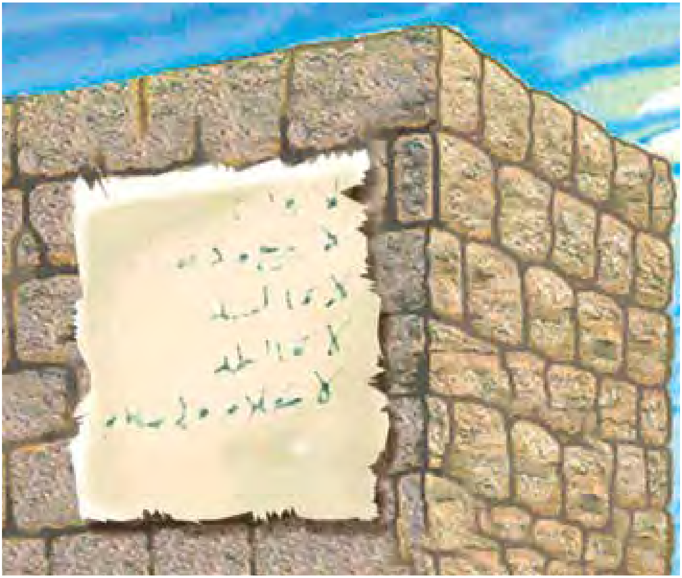


فروخت کی جائے گی۔ اس تحریر کو بیت اللہ شریف کے اندر لٹکا دیا جاتا ہے۔

ان دونوں خاندانوں کے سارے لوگ، خواہ مسلمان تھے یا کافر، تین سال تک شعب ابی طالب میں نہایت مشکل وقت گزارتے ہیں۔ وہاں کھانے پینے کے لیے کوئی خاص انتظام نہ تھا۔ صرف حج کے دنوں میں یہ لوگ اس گھاٹی سے باہر نکلتے اور کچھ اناج وغیرہ خرید سکتے تھے۔ اناج ختم ہو جاتا تو فاقے برداشت کرتے، درختوں کے پتے کھا کر گزارہ کرتے۔ چھوٹے چھوٹے بچے بھوک سے بلکتے تھے مگر ظالموں کو ترس نہ آتا تھا۔

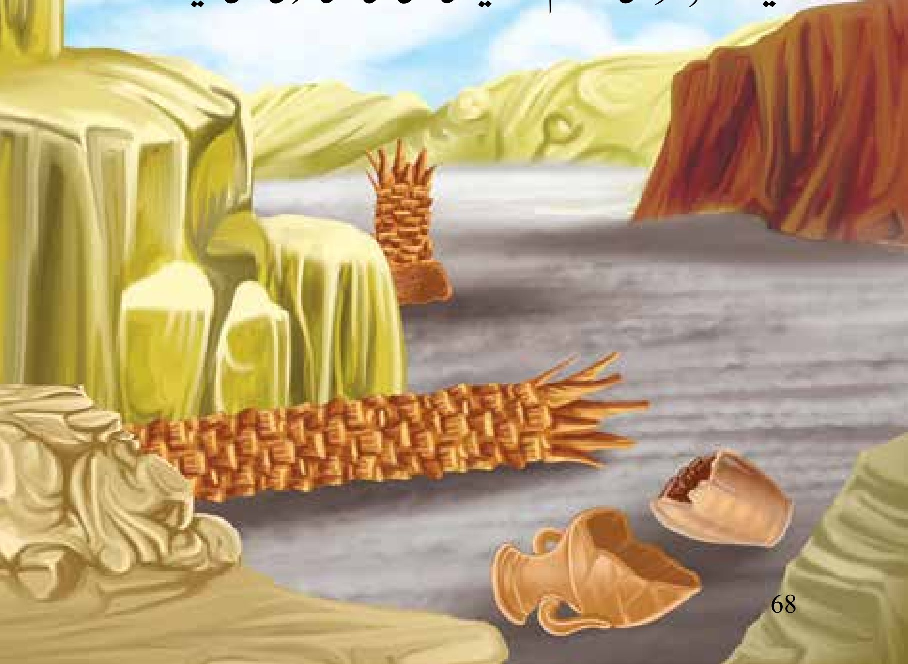
بائیکاٹ کا خاتمہ

عزیز بچو! اس بات کو یاد رکھیے کہ حق اور اسلام کے لیے بے پناہ قربانیاں دینی پڑتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد آتی ہے اور قربانیاں رنگ لاتی ہیں۔ اللہ کے حکم پر دیمک کے کیڑے نے اللہ کے نام کے علاوہ تمام تحریر کو چاٹ لیا۔ کچھ رحم دل قریشیوں نے اس ظلم کے خلاف آواز اٹھائی۔ ادھر سردار ابو طالب نے قریش کو بتایا کہ تمھارے اس ظالمانہ معاہدے کو دیمک کے کیڑے نے



چاٹ لیا ہے۔ جب انھوں نے کعبہ کے اندر جا کر دیکھا تو ویسا ہی پایا۔ اس پر قریش نے اس بائیکاٹ کو ختم کر دیا اور اللہ کے رسول ﷺ اور دونوں خاندانوں کے لوگ اپنے گھروں میں واپس آ گئے۔

پیارے بچو! اللہ کے رسول ﷺ اپنے رشتہ داروں سمیت شعب ابی طالب سے واپس تشریف لائے تو کیا انھوں نے دعوت اسلام کو روک دیا یا آرام سے بیٹھ گئے؟ نہیں نہیں، بلکہ ایک نئے عزم اور ارادے سے آپ ﷺ نے دعوت و تبلیغ کا کام مزید تیز کر دیا۔ ادھر مشرکین کے ظلم اور زیادتی میں بھی کوئی فرق نہیں آیا۔





غم کا سال

شعب ابی طالب میں تین سال کا عرصہ بڑا مشکل اور تنگی والا تھا۔ آپ کے شفیق چچا سردار ابوطالب نے وہاں آپ کا بھرپور ساتھ دیا تھا۔ جب وہ شعب ابی طالب سے واپس آئے تو سخت بیمار ہو گئے اور ستاسی سال کی عمر پا کر وفات پا گئے۔

اللہ کے رسول ﷺ کی زوجہ محترمہ اور تمام مومنوں کی ماں سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا بھی آپ سے نہایت وفا کرنے والی عظیم خاتون تھیں۔ وہ بھی ابوطالب کی وفات کے بعد جلد ہی فوت ہو جاتی ہیں۔ آپ ﷺ کو ان دونوں کی وفات سے بڑا دکھ ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ ان دونوں کی وفات والے سال کو عام الحزن، یعنی غم کا سال کہا جاتا ہے۔

طائف والوں کو اسلام کی دعوت اور ان کا برا سلوک

مکہ والوں کی شدید مخالفت کے بعد اللہ کے رسول ﷺ نے سوچا کہ مکہ سے باہر کے لوگوں کو بھی اسلام کی دعوت دینی چاہیے۔ آپ نے اپنے آزاد کیے ہوئے غلام سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما کو ساتھ لیا اور پیدل ہی طائف روانہ ہو گئے۔ طائف مکہ مکرمہ سے جنوب مشرق کی طرف کوئی 65 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ راستے میں مختلف قبیلوں کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی مگر کسی نے قبول نہ کی۔

طائف میں نبی ﷺ نے بنو ثقیف کے تین بڑے سردار بھائیوں کو توحید کی دعوت دی مگر تینوں نے سختی سے انکار کر دیا۔ آپ وہاں ایک ہفتہ تک رہے۔ لوگوں کو اکیلے رب کی عبادت کی طرف بلایا مگر



طائف شہر میں بہتے چشمے کا ایک خوبصورت منظر

کسی نے آپ کی بات نہ مانی۔ الٹا انھوں نے اپنے اوباش اور آوارہ نوجوانوں اور غلاموں کو آپ ﷺ کے پیچھے لگا دیا۔ انھوں نے آپ کو پتھر مارے۔ آپ زخمی ہو گئے۔ خون آپ کے مبارک قدموں تک آ گیا۔ آپ ﷺ کے غلام سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما بھی آپ کو بچانے کی کوشش میں زخمی ہو گئے۔

طائف سے باہر آپ قریش کے دو مشرک بھائیوں عتبہ اور شیبہ کے باغ میں پناہ لیتے ہیں۔ اتفاق سے دونوں بھائی وہاں آئے ہوئے تھے۔ انھوں نے اپنے عیسائی غلام عداس کے ہاتھ انگور بھیجے۔ آپ ﷺ نے عداس کو اسلام کی دعوت دی۔ وہ مسلمان ہو گیا۔

پیارے بچو! نبی ﷺ نے لوگوں کو دین پہنچانے کے لیے ماریں کھائیں، لوگوں کی سخت باتیں سنیں، آپ کا جسم لہولہان ہوا مگر آپ نے دعوت کا کام نہیں چھوڑا۔ اندازہ کریں کہ نبی کریم ﷺ کا اپنے رب پر ایمان کس قدر پختہ تھا۔ اللہ کے دین کو لوگوں تک پہنچانے کے لیے آپ نے کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا۔



نبی ﷺ کی عظیم رحمت وشفقت

اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کے فرشتے کو بھیجا۔ اس نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی کہ جس انداز سے آپ کی قوم نے آپ کی بات کو ٹھکرایا ہے، اس جرم کی سزا میں اگر آپ حکم دیں تو میں دو بڑے پہاڑوں کو آپس میں ملا دوں جس سے یہ ختم ہو جائیں گے۔ مگر اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: نہیں، ایسا نہیں کرنا۔ اگر ان لوگوں نے اسلام قبول نہیں کیا تو مجھے امید ہے کہ ان کی نسلیں ضرور اسلام قبول کریں گی۔

اللہ کے رسول ﷺ کائنات کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ وہ رحمۃ للعالمین ہیں۔

پھر واقعی وہ دن آیا جب اہلِ مکہ مسلمان ہو گئے۔ نہ صرف اہل مکہ بلکہ بنو ثقیف کا سردار ابنِ عبد یا لیل بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ مدینہ منورہ آتا ہے اور اسلام قبول کر لیتا ہے۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس وقت اذیت تو اہل طائف نے پہنچائی تھی، پہاڑوں کے فرشتے نے اہل مکہ کو کچلنے کے لیے کیوں کہا۔ پیارے بچو! یہ اہل طائف کا پہلا جرم تھا۔ اللہ تعالیٰ کسی کو پہلے جرم پر نہیں پکڑتا بلکہ اسے مہلت دیتا ہے۔ اس کے برعکس اہل مکہ کئی سال سے ہمارے پیارے نبی ﷺ کے ساتھ بُرا سلوک کر رہے تھے اور ان سے مایوس ہو کر آپ طائف گئے تھے۔ اللہ کے



طائف میں موجود مسجد عداس جہاں عتبہ بن ربیعہ کے غلام عداس رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا



سعودی عرب کے شہر طائف کے پہاڑوں میں بل کھاتی سڑک کا خوبصورت منظر

رسول ﷺ جب طائف سے نکل کر مکہ مکرمہ واپس آنے لگے تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے لمبی دعائیں مانگیں۔ اس طرح اپنی امت کو سبق دیا کہ اگر کوئی مشکل وقت آئے تو صرف اکیلے رب سے مدد مانگو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی دعاؤں کو قبول کرتا ہے اور وہی مشکلوں اور مصیبتوں کے وقت مدد کرتا ہے۔

طائف اور مکہ مکرمہ کے درمیان وادی نخلہ کا مقام آتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ طائف سے واپس آتے ہوئے وہاں رات کو نماز میں سورۃ الجن کی تلاوت کر رہے تھے جسے جنّوں کی ایک جماعت نے سنا تو وہ اپنی قوم کی طرف ڈرانے والے بن کر لوٹ گئے۔ وہ ایمان لے آئے تھے اور انھوں نے جو سنا تھا، اسے قبول کر لیا۔



معراج کا سفر

طائف سے واپسی کے کچھ ہی عرصے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو ایک بڑے اعزاز سے نوازا کہ آپ کو پہلے بیت اللہ شریف سے بیت المقدس (مسجد اقصیٰ) تک لے جایا گیا۔ اس کے لیے جس سواری پر بٹھا کر آپ کو لے جایا گیا، اس کا نام بُراق تھا۔ یہ اتنا تیز رفتار تھا کہ جہاں اس کی نظر جاتی تھی، وہاں اس کا قدم پڑتا تھا۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ روشنی کی رفتار سے چلتا تھا۔

بیت المقدس میں آپ نے تمام انبیاء علیہم السلام کی امامت کرواتے ہوئے انھیں دو رکعت نماز پڑھائی۔ اس طرح آپ ﷺ کو تمام نبیوں کے امام ہونے کا مقام و مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔



اس سفر کو معراج کہا جاتا ہے۔ اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیجیے کہ آپ ﷺ کو سفرِ معراج خواب کی حالت میں نہیں بلکہ بیداری کی حالت میں جسم مبارک سمیت کروایا گیا۔

سفر کے دوسرے حصے میں آپ ﷺ کو ساتوں آسمانوں کی سیر کروائی جاتی ہے۔ اس سفر میں جبریل امین علیہ السلام بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ مختلف نبیوں سے آپ ﷺ کا تعارف اور ملاقات ہوتی ہے۔ آپ ﷺ کو جنت کی سیر بھی کروائی گئی۔ جنت اتنی خوبصورت ہے کہ اس کا کوئی اندازہ نہیں کرسکتا۔ جنت میں ایک سے بڑھ کر ایک نعمت ہے۔ اس کی خوشبو بڑی پیاری ہے۔ جنت میں ایسی ایسی نعمتیں ہیں کہ نہ کسی آنکھ نے ان کو دیکھا ہے، نہ کسی کان نے ان کے



مسجد اقصیٰ

بارے میں سنا ہے اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا خیال گزرا ہے۔ جنت کے محلات سونے اور چاندی کے بنے ہوئے ہیں۔

معراج کی رات اللہ کے رسول ﷺ کو جہنم کے مناظر بھی دکھلائے گئے۔ وہاں آپ ﷺ نے یتیموں کا مال کھانے والوں، سود لینے اور دینے والوں اور دنیا میں غلط کام کرنے والوں کا انجام بھی دیکھا۔ انھیں عذاب دیا جارہا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو جہنم کے عذاب سے بچائے۔

اللہ کے رسول ﷺ کو ساتوں آسمانوں کے اوپر سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا۔ یہ بیری کا درخت ہے جس کے بیر مٹکے جتنے بڑے اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح لمبے اور چوڑے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے وہاں بیت اللہ شریف کے بالکل اوپر

واقع بیت المعمور بھی دیکھا۔ بیت المعمور میں ہر روز ستر ہزار فرشتے اللہ کی عبادت کے لیے داخل ہوتے ہیں اور جو فرشتہ ایک مرتبہ اس میں داخل ہو جائے، قیامت تک اس کی باری نہیں آتی۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ فرشتوں کی تعداد کتنی زیادہ ہے۔

معراج کی رات اللہ کے رسول ﷺ کی مہمان نوازی بھی کی گئی۔ آپ کی خدمت میں دودھ اور شراب کے دو پیالے پیش کیے گئے۔ آپ ﷺ نے دودھ پسند فرمایا جو انسان کی فطرت کے عین مطابق ہے۔

معراج کی رات آپ ﷺ کو دو عظیم تحفے دیے گئے۔ ایک سورۃ البقرہ کی آخری دو آیات اور دوسرا، دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی



گئیں۔ پھر آپ راتوں رات واپس آ گئے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ معراج کا سفر اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔



سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صدیق کا خطاب ملتا ہے

اگلے دن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ والوں کو بتایا کہ میں رات کو بیت المقدس اور آسمانوں کی سیر کر کے آیا ہوں تو کافروں نے اسے ماننے سے انکار کر دیا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کافروں کے ایک گروہ نے جا کر بتایا کہ تمھارے ساتھی یہ بات کہتے ہیں تو انھوں نے فوراً کہا: اگر وہ یہ بات کہتے ہیں تو درست اور سچ ہی فرماتے ہیں۔ اس موقع پر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صدیق کے لقب سے نوازا جاتا ہے۔ اور صدیق سب سے سچے انسان کو کہتے ہیں۔



یثرب کے لوگ اسلام قبول کرتے ہیں

عرب کے رہنے والے حج کے لیے مکہ مکرمہ آتے تھے۔ جب آپ ﷺ کو نبی بنے ہوئے گیارہواں سال تھا تو یثرب سے بنوخزرج کے چھ افراد حج کے لیے آئے۔ یاد رہے کہ یثرب مدینہ منورہ کا پرانا نام ہے۔ نبی ﷺ کی یہاں ہجرت کے بعد اس کو یثرب کہنے سے منع کر دیا گیا۔ اللہ کے رسول ﷺ کی ان سے منیٰ میں ملاقات ہوتی ہے۔ انھوں نے آپ ﷺ سے قرآن سنا اور اسلام کے متعلق جانا تو مسلمان ہو گئے۔ وہ یثرب گئے تو وہاں کے لوگوں کو بھی اسلام کی دعوت دی۔ اس طرح یثرب میں اسلام کا نام پہنچ جاتا ہے۔

عقبہ کی پہلی بیعت

اگلے سال یثرب سے بارہ آدمی حج کرنے کے لیے آئے۔ یہ سب مسلمان تھے۔ انھوں نے اللہ کے رسول ﷺ سے عقبہ کے مقام پر ملاقات کی اور آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اسلام پر قائم رہنے کا پکا وعدہ کیا۔ اس بیعت کو پہلی بیعتِ عقبہ کا نام دیا گیا۔



منی کے علاقے میں جمرات کے ساتھ واقع مسجد بیعت عقبہ



اسلام کا پہلا سفیر

اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے ایک نہایت ذہین، عقلمند اور سمجھ دار صحابی سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو اسلام کا پہلا سفیر اور استاد بنا کر مدینہ بھیجا۔ انھوں نے بڑی سمجھداری اور پیار کے ساتھ لوگوں کو اسلام کی دعوت دی۔ وہ بڑا خوبصورت قرآن پڑھتے تھے۔ ان کی دعوت کے نتیجے میں مدینہ منورہ کے بہت سے لوگ اسلام کے دائرے میں داخل ہو جاتے ہیں۔



عقبہ کی دوسری بیعت

آپ ﷺ کے نبی بننے کے تیرہویں سال حج کے موسم میں بنوخزرج اور بنواوس کے 75 مسلمان مکہ مکرمہ آتے ہیں۔ ان میں دو عورتیں بھی تھیں۔ ان لوگوں نے مکہ آتے ہوئے راستے میں طے کیا کہ ہم اللہ کے رسول ﷺ کو یثرب آنے کی دعوت دیں گے۔ ہم کب تک مکہ مکرمہ میں اللہ کے رسول ﷺ کو پریشان دیکھیں گے۔ حج ختم ہوا تو یہ لوگ عقبہ کے مقام پر اکٹھے ہوتے ہیں۔ انھوں نے اللہ کے رسول ﷺ کی بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ آپ کو یثرب آنے کی دعوت دی۔ آپ ﷺ کے چچا عباس بن عبدالمطلب کی موجودگی میں پکا وعدہ کیا کہ وہ دل وجان سے اللہ کے

رسول ﷺ کی حفاظت کریں گے۔اس موقع پر اللہ کے رسول ﷺ نے ان کو قرآن پاک سنایا۔ایک اللہ کی طرف دعوت دی۔ان کے جذبے کی تعریف کی۔آپ نے ان لوگوں میں بارہ نقیب یا رئیس مقرر فرمائے۔

اس بیعت کو بیعتِ عقبہ کبریٰ کہتے ہیں۔اس معاہدے میں یہ طے ہوا کہ صحابہ کرام اور اللہ کے رسول ﷺ یثرب کی جانب ہجرت کریں گے۔یثرب کے مسلمان ان کے ساتھ مکمل تعاون اور ان کی ہر طرح سے مدد کریں گے۔



مسجد بیعت عقبہ کا اندرونی منظر

یثرب کی طرف ہجرت

اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہ کرام کو یثرب کی طرف ہجرت کا حکم دے دیا۔ ہجرت کا مطلب ہے اللہ کی خاطر اپنا علاقہ چھوڑ کر کسی دوسرے علاقے میں چلے جانا۔ مسلمانوں نے آہستہ آہستہ ہجرت کرنی شروع کر دی۔ اکثر مسلمانوں نے راتوں کو چھپ چھپا کر ہجرت کی۔ وہ شہر جہاں اللہ تعالیٰ کا مقدس گھر ہے، جہاں صحابہ کرام کے گھر، کاروبار اور رشتہ دار تھے، سب کے سب اللہ کے دین کے لیے چھوڑ دیے جاتے ہیں۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سرِ عام ہجرت

سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے جب ہجرت کی تو ان کی بیوی اور بچے کو کافروں نے روک لیا اور ساتھ نہ جانے دیا۔ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ اکیلے مدینہ پہنچے۔ سیدنا صہیب رومی رضی اللہ عنہ مدینہ کے لیے نکلے تو ان کو اس



شرط پر ہجرت کی اجازت دی گئی کہ وہ اپنا سارا مال کفار کو دے کر جائیں۔ انھوں نے یہ سودا قبول کرلیا۔ سارا مال مشرکینِ مکہ کو دے دیا اور بالکل خالی ہاتھ مدینہ منورہ پہنچے۔ اللہ کے رسول ﷺ کو اس کی خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا: صہیب نے بڑے فائدے والا سودا کیا ہے۔

جہاں تک سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا تعلق ہے تو وہ کھلم کھلا ہجرت کرتے ہیں۔ حرم شریف میں تشریف لائے۔ بیت اللہ کا طواف کیا۔ قریش سے مخاطب ہوئے کہ میں مدینہ جا رہا ہوں۔ کسی مائی کے لال نے میرا راستہ روکنا ہے تو آئے، اس وادی میں میرا مقابلہ کرے مگر کوئی بھی ان کے مقابلے کو نہ آیا۔ انھوں نے اپنے خاندان کے بیس افراد کے ساتھ ہجرت کی۔

مکہ مکرمہ میں اللہ کے رسول ﷺ، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ چند کمزور، ضعیف اور بیمار صحابہ رہ گئے۔ باقی سارے صحابہ ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے گئے۔



قریشِ مکہ کا خطرناک ترین اجتماع

مسلمانوں کی اکثریت مکہ سے ہجرت کر گئی تو قریش نے دارالندوہ میں انسانی تاریخ کا سب سے خطرناک اور بدترین اجتماع بلایا۔ اس اجتماع میں اللہ کے رسول ﷺ کو معاذ اللہ شہید کرنے کی قرارداد پیش کی جاتی ہے۔ قریش کے بارہ بڑے بڑے سردار فیصلہ کرتے ہیں کہ ہر قبیلے سے ایک ایک مضبوط اور طاقتور نوجوان لیا جائے اور وہ سارے مل کر یکبار حملہ کر کے اللہ کے رسول ﷺ کو شہید کر دیں۔ رہے بنوعبد مناف تو ہم ان کو دِیَت ادا کر دیں گے۔ واضح رہے کہ قتل ہونے والے شخص کے وارثوں کو دی جانے والی رقم دیت یا خون بہا کہلاتی ہے۔



نبی ﷺ کی ہجرت

اللہ کے رسول ﷺ کو وحی کے ذریعے سے مشرکینِ مکہ کے خطرناک ارادے کی خبر مل چکی ہے۔ آپ ﷺ کو ہجرت کی اجازت دے دی گئی۔ آپ ﷺ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے اور انھیں بتایا کہ آپ بھی ہجرت کے سفر میں میرے ساتھ ہوں گے۔ انھیں اس بات سے اتنی خوشی ہوئی کہ وہ خوشی سے بے اختیار رو دیے۔

اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کو بچانے کا پورا پورا بندوبست کرلیا تھا۔ رات ہوئی تو قریش کے بارہ بڑے مجرموں نے اللہ کے رسول ﷺ کے گھر کو گھیرے میں لے لیا۔ انھوں نے طے کیا کہ آدھی رات کے وقت سب مل کر آپ ﷺ پر حملہ کریں گے۔





سازش ناکام ہوگئی

اللہ کے رسول ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کہا: تم میری حضر موت (یمن) کی بنی ہوئی سبز چادر اوڑھ کر میری جگہ سو جاؤ۔ میرے پاس مکہ والوں کی جو امانتیں رکھی ہوئی ہیں، انھیں واپس کر کے مدینہ آ جانا۔

اللہ کے رسول ﷺ کافروں کے درمیان سے سورۂ یٰسٓ کی آیت 9 کی تلاوت کرتے ہوئے گھر سے نکلے۔ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے زمین سے مٹی کی ایک مٹھی بھری اور کافروں کے چہروں پر پھینک دی۔ یہ بھی آپ ﷺ کا معجزہ تھا کہ وقتی طور پر سب کافر اندھے ہو گئے۔ کوئی آپ کو دیکھ نہ سکا۔ آپ ﷺ سیدھے ابوبکر

مُحَمَّد

صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔ انھیں ساتھ لیا اور غارِ ثور کا رخ کیا۔

مشرکینِ مکہ نے صبح تک انتظار کیا۔ صبح ہوئی تو انھوں نے دیکھا کہ چارپائی پر تو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سوئے ہوئے ہیں۔ ان سے آپ ﷺ کا پوچھا تو انھوں نے کہا کہ مجھے کیا معلوم۔ کافروں نے ان پر اپنا غصہ نکالا مگر ان کی سازش ناکام ہو چکی تھی، وہ اور کیا کر سکتے تھے۔ وہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر گئے۔ اندر سے ان کی صاحبزادی سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نکلیں۔ ان سے پوچھا کہ تمھارے والد کدھر ہیں؟ انھوں نے لاعلمی کا اظہار کیا تو ابوجہل نے ان کے چہرے پر زور سے تھپڑ مارا جس سے ان کے کان کی بالی گر گئی۔

پیارے بچو! ابوجہل بزدل تھا۔ اس نے لڑکی پر ہاتھ اٹھایا۔
یاد رکھو کہ عورتوں اور بچوں پر بزدل ہی ہاتھ اٹھاتے ہیں۔



غار ثور

غارِثور میں قیام

غارِثور مکہ مکرمہ سے جنوب کی طرف کوئی پانچ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہ غار زمین سے 700 میٹر بلند ہے اور اس کے اندر پانچ یا چھ آدمی بیٹھ سکتے ہیں۔ غار میں داخل ہونے سے پہلے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے اپنی چادر سے صاف کیا۔ جو سوراخ نظر آئے، انھیں کپڑا اپھاڑ کر بند کر دیا۔

غارِ ثور میں اللہ کے رسول ﷺ نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ تین راتیں گزاریں۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا گھر سے کھانا پکا کر لے آتیں۔ ان کے بھائی سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سارا دن مکہ میں مشرکین کے ساتھ گزارتے اور رات کو غار میں آ کر ان کے منصوبوں کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ کو آگاہ کر دیتے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا غلام عامر بن فہیرہ بکریاں چراتے چراتے غارِ ثور کی طرف نکل آتا۔ وہ تازہ دودھ آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیتا۔ اس طرح ہجرت کے سفر میں اس گھرانے نے عظیم خدمات سرانجام دیں۔

پیارے بچو! اس واقعے سے ہمیں سبق ملتا ہے کہ جب اسلام کو ہماری ضرورت پڑے تو ہمیں اس کی حفاظت کے لیے اپنی ساری صلاحیتیں صرف کر دینی چاہئیں اور کسی بھی قربانی سے انکار نہیں کرنا چاہیے۔

سیدہ اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما کا کردار

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس سفر کے لیے دو اونٹنیاں خرید کر تیار کر رکھی تھیں۔ عبداللہ بن اریقط اگرچہ مشرک تھا مگر اعتبار والا آدمی تھا۔ اس کے ساتھ طے ہو گیا تھا کہ وہ فلاں دن آئے گا۔ اس کی رہنمائی میں قافلے نے یثرب تک سفر کرنا تھا۔ یثرب روانہ ہوتے وقت سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا ایک تھیلی میں کھانا لے کر آئیں مگر اسے لٹکانے کے لیے رسی نہیں تھی۔ انھوں نے اپنا کمر بند یا پٹکا اتار کر پھاڑا، اس کے دو حصے کیے۔ ایک حصے سے کھانا اونٹنی کے پالان



سے لٹکا دیا اور دوسرا اپنی کمر پر باندھ لیا۔ یوں ان کا نام ذات النِّطَاقَین، یعنی دو پٹکوں والی پڑ گیا۔ جس روز دو اونٹنیوں پر مشتمل قافلہ مدینہ شریف روانہ ہوا، وہ ربیع الاول کی پہلی تاریخ، 16 ستمبر 622ء اور پیر کا دن تھا۔

مشرکین نے اعلان کر دیا کہ جو شخص محمد (ﷺ) اور ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کو پکڑ کر لائے گا، اسے ایک سو سرخ اونٹ انعام میں دیے جائیں گے۔

مشرکین مکہ آپ ﷺ کو تلاش کرتے کرتے ایک دن غار ثور کے اوپر پہنچ گئے۔ اگر وہ نیچے اپنے قدموں کی طرف دیکھ لیتے تو آپ ﷺ نظر آ جاتے۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اس پر فکرمند ہوئے تو اللہ کے رسول ﷺ نے ان کو تسلی دیتے ہوئے کہا:

لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا

”(ابو بکر!) غم نہ کرو، یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے۔“

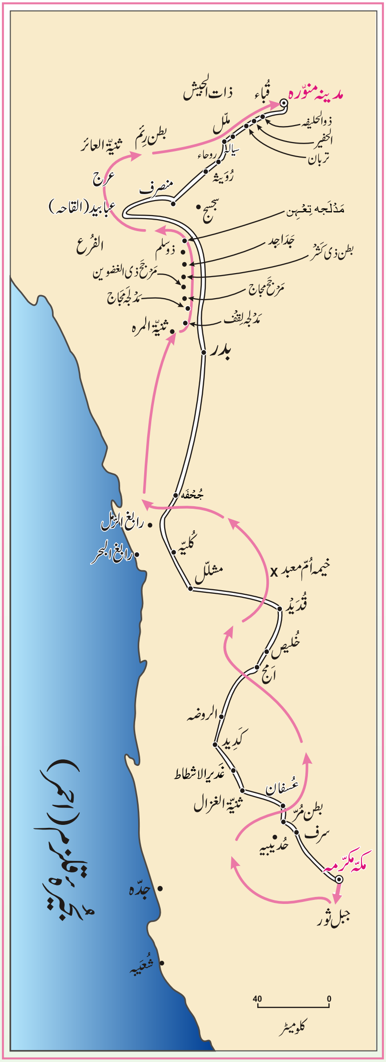
مشرکین تلاش میں ناکام ہو کر واپس چلے گئے۔

پیارے بچو! یاد رکھو، جو اللہ کے دین کے لیے نکلتا ہے، اللہ اس کی خود حفاظت فرماتا ہے۔ اسے سب دشمنوں سے بچاتا ہے۔

بنو مدلج کا سردار سراقہ بن مالک پیچھا کرتا ہے

ہجرت کے اس سفر میں دو اونٹنیوں پر چار لوگ سوار تھے۔ ایک اونٹنی پر کائنات کے امام، اولادِ آدم کے سردار ہمارے پیارے نبی اور رسول سیدنا محمد ﷺ اور ان کے پیچھے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سوار تھے۔ دوسری اونٹنی پر عبداللہ بن اریقط اور اس کے پیچھے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے غلام عامر بن فہیرہ سوار تھے۔ عبداللہ بن اریقط صحرائی راستوں کو اچھی طرح جانتا تھا۔ وہ قافلے کو پہلے جنوب کی طرف لے گیا، پھر ساحلِ سمندر کے راستے یثرب کی طرف چل دیا۔ اس راستے پر بہت کم لوگ سفر کرتے تھے۔ راستے میں بنو مدلج قبیلے کا سردار سراقہ بن مالک سو اونٹوں کے انعام کے لالچ میں قافلے کا پیچھا کرتا ہے۔ مگر دو مرتبہ اس کا گھوڑا پھسلا، اس کے اگلے پاؤں گھٹنوں تک زمین میں دھنس گئے۔ اس نے فال نکالی جو اسے کہہ رہی تھی کہ قافلے کا پیچھا نہ کرو۔ سراقہ کو لالچ نے اندھا کر رکھا تھا۔ اس نے فال ٹھکرائی اور پیچھا کرنا نہ چھوڑا۔

وہ اللہ کے رسول ﷺ کے قریب پہنچا تو آپ ﷺ نے اللہ سے



دعا کی:

«اَللّٰھُمَّ اکْفِنَاہُ بِمَا شِئْتَ»

”اے اللہ! تو جیسے چاہے، ہمیں اس سے بچا لے۔“

سراقہ کا گھوڑا پھر پھسلا اور گر گیا۔ سراقہ کو بھی گھوڑے کے بار بار پھسلنے اور فال درست نہ نکلنے سے معلوم ہو گیا کہ جو بھی اس قافلے کا پیچھا کرے گا، ہلاک ہو جائے گا۔ وہ معافی کی درخواست کرتا ہے۔ اسے معافی دے دی جاتی ہے۔ پھر اس نے آپ ﷺ سے امان مانگی جو

اسے لکھ کر دے دی گئی۔

صبح کو وہ قافلے کا جانی دشمن تھا، انھیں نقصان پہنچانا چاہتا تھا مگر دوپہر کو قافلے کا محافظ بن چکا تھا۔

ام معبد کے خیمے میں

راستے میں ام معبد کا خیمہ آتا تھا۔ ام معبد کا تعلق بنوخزاعہ سے تھا۔ اس کے خیمے میں مسافروں کو کھانا، دودھ اور دوسری چیزیں مل جاتی تھیں۔ وہ بڑی مہمان نواز خاتون تھی۔ اللہ کے رسول ﷺ بھی ساتھیوں سمیت کچھ دیر اس کے خیمے میں ٹھہرتے ہیں۔ اس سے دودھ مانگا گیا تو کہنے لگی کہ بکریاں تو چرنے کے لیے بہت دور گئی ہوئی ہیں۔

صحن میں ایک بیمار اور کمزور سی بکری بندھی ہوئی تھی جو دودھ دینے کے قابل نہیں تھی۔ آپ ﷺ نے اسے دوہنے کی اجازت لی جو مل گئی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے بسم اللہ پڑھ کر اس کے تھنوں کو ہاتھ لگایا تو ان میں دودھ اتر آیا۔ آپ ﷺ نے ساتھیوں سمیت دودھ پیا۔ ام معبد کے لیے بھی دودھ چھوڑا اور یثرب کی طرف چل دیے۔

قباء کی بستی میں قیام

اللہ کے رسول ﷺ اپنے ساتھیوں سمیت آٹھ دن کا سفر کر کے 8 ربیع الاول کو قباء کی بستی میں پہنچ جاتے ہیں۔ قباء یثرب سے صرف 5 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ آپ ﷺ نے کچھ دن وہاں قیام فرمایا۔ اس دوران میں مسجد قباء کی بنیاد رکھی۔ یہ مسجد بڑی فضیلت والی ہے۔ اس مسجد میں جو شخص دو رکعت نفل نماز ادا کرے، اسے عمرے کا ثواب ملتا ہے۔





مدینہ شریف میں تشریف آوری

آپ ﷺ قباء سے مدینہ روانہ ہوئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ساتھ تھے۔ جمعہ کا دن تھا۔ راستے میں جمعہ کا وقت آیا تو راستے ہی



میں جمعے کی نماز ادا فرمائی۔ مدینہ منورہ کے لوگ استقبال کے لیے نکل آئے۔ ہر قبیلہ یہی چاہتا تھا کہ اللہ کے رسول ﷺ ان کے مہمان بنیں۔ مگر آپ ﷺ فرماتے کہ میری اونٹنی کا راستہ چھوڑ دو۔ جہاں اسے رکنے کا حکم دیا گیا ہے، یہ وہیں رکے گی۔ اونٹنی بنونجار کے محلے میں ٹھہر گئی۔ بنونجار اللہ کے رسول ﷺ کے دادا سردار عبدالمطلب کے ننھیال تھے۔ سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی بنونجار سے تھے۔ جس جگہ اونٹنی بیٹھی، ان کا گھر اس جگہ کے بالکل قریب تھا۔ وہ بھاگتے ہوئے آئے اور اللہ کے رسول ﷺ کا سامان اٹھا کر اپنے گھر لے گئے۔ آپ نے کچھ عرصہ ان کے گھر میں قیام فرمایا۔



مسجد نبوی کی تعمیر

جس جگہ اللہ کے رسول ﷺ کی اونٹنی بیٹھی تھی، اسی جگہ مسجد بنانے کا فیصلہ کیا گیا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وہ جگہ دس دینار میں خرید کر وقف کر دی۔ اللہ کے رسول ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے مسجد کی تعمیر میں حصہ لیا۔ مسجد کا قبلہ شمال کی جانب تھا کیونکہ اس طرف بیت المقدس تھا۔ اسے مسجد نبوی کہا جاتا ہے۔

بیت المقدس مسلمانوں کا پہلا قبلہ ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ اور سب مسلمان خانہ کعبہ کے قبلہ بننے تک بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے تھے۔ مسجد نبوی 35 میٹر لمبی اور 30 میٹر چوڑی تھی۔ اسے کچی اینٹوں سے بنایا گیا تھا۔



سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا گھر اس جگہ واقع تھا



مواخاتِ مدینہ

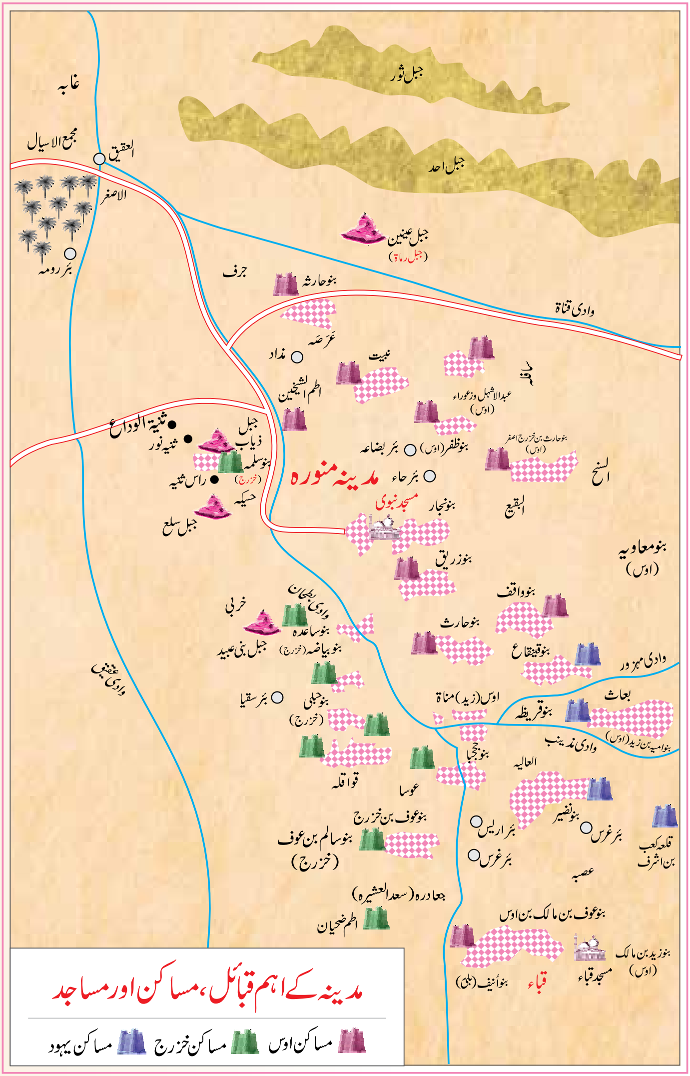
مدینہ طیبہ کے رہنے والے صحابہ کرام انصاری اور ہجرت کرنے والے صحابہ مہاجر کہلاتے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ایک ایک مہاجر اور ایک ایک انصاری کو بلایا، ان کے آپس میں ہاتھ ملائے اور فرمایا کہ آج سے تم بھائی بھائی ہو۔ اس بھائی چارے کے معاہدے کو مواخاتِ مدینہ کہا جاتا ہے۔ اس معاہدے نے مسلمانوں کو بہت فائدہ پہنچایا۔ انصاری بھائیوں نے اپنے مہاجر بھائیوں کے لیے اپنے گھروں اور کاروبار کے دروازے کھول دیے مگر مہاجرین ان پر ہرگز بوجھ نہ بنے۔

مہاجرین تجارت پیشہ لوگ تھے۔ انھیں کاروبار کا خاصا تجربہ تھا۔ انھوں نے مدینہ میں کاروبار کرنا شروع کر دیا اور جلد ہی اپنے قدموں پر کھڑے ہو گئے۔

پیارے بچو! مواخاتِ مدینہ میں ہمارے لیے سبق ہے کہ تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہوتے ہیں۔ انھیں مل جل کر رہنا چاہیے۔ ایک دوسرے کی مدد کرنی چاہیے۔ مشکلات کے وقت کام آنا چاہیے۔ کیا آپ اس سبق پر عمل کریں گے؟!

یہودیوں اور منافقوں کی اسلام دشمنی

مدینہ طیبہ میں یہودی بھی رہتے تھے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا، ان کے ساتھ امن و امان کا معاہدہ کیا مگر وہ ساری زندگی اللہ کے رسول ﷺ اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں ہی کرتے رہے۔ مدینہ طیبہ میں کچھ لوگوں نے زبان سے تو اسلام قبول کر لیا مگر دل سے وہ اسلام کے سخت دشمن اور مخالف تھے۔ ایسے لوگوں کو منافق کہا جاتا ہے۔ ایسے لوگ اسلام کے لیے بڑے خطرناک ہوتے ہیں۔ قرآن نے انھیں جہنم کے سب سے



مدینہ کے اہم قبائل، مساکن اور مساجد

نچلے مقام پر عذاب کی سزا سنائی ہے۔ مدینہ طیبہ میں بنوخزرج قبیلے کا ایک سردار عبداللہ بن اُبَیّ تھا۔ یہ شخص منافقین کا سردار تھا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر اسلام کو نقصان پہنچانے کی کئی بار کوشش کی مگر اللہ تعالیٰ نے اس کی کوششیں ناکام بنا دیں۔

قبلہ کی تبدیلی

اللہ کے رسول ﷺ کی شدید خواہش پر اللہ تعالیٰ نے قبلہ تبدیل کر دیا اور کعبہ شریف ان کا قبلہ قرار پایا۔ پہلے مسلمان بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے، اب وہ بیت اللہ شریف کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے لگے جو مکہ مکرمہ میں واقع ہے۔



مسجد قبلتین



غزوۂ بدر

دو ہجری میں غزوۂ بدر ہوتا ہے۔ یہ مسلمانوں اور مکہ کے مشرکوں کے درمیان پہلی جنگ تھی جس میں مسلمان مجاہدین کی تعداد صرف 313 تھی۔ مشرکینِ مکہ کی تعداد ایک ہزار تھی اور ان کے پاس ہر طرح کا اسلحہ بھی تھا۔ اس غزوے کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں الفرقان کے نام سے یاد کیا ہے۔ فرقان کے معنی ہیں: حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والی جنگ۔

اللہ تعالیٰ نے اس جنگ میں مسلمانوں کو عظیم الشان فتح سے نوازا۔ مشرکین کے 70 بڑے بڑے سردار قتل ہو گئے اور ستر ہی گرفتار ہوئے۔ ان کا سپہ سالار ابوجہل دو انصاری نوجوانوں کے



’’اور اللہ نے بدر میں تمھاری مدد کی۔‘‘ (اٰل عمرٰن 3 : 169)

ہاتھوں جہنم کا ایندھن بنا۔ مسلمان شہداء کی تعداد صرف چودہ تھی۔

پیارے بچو! آپ نے دیکھا کہ مسلمانوں نے تھوڑی تعداد میں ہونے کے باوجود اپنے سے تین گنا بڑے لشکر کو شکست دے دی۔ اس سے ہمیں سبق ملتا ہے کہ جنگیں محض اسلحے اور تعداد کی بنیاد پر نہیں بلکہ اسلحے اور افرادی قوت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے لڑی جاتی ہیں۔

غزوۂ بدر کے بعد مسلمانوں کی عزت اور شان میں بے حد اضافہ ہوا۔ مدینہ طیبہ کے آس پاس کے قبائل کے لوگ یا تو مسلمان ہو گئے یا ان کی اسلام دشمنیاں کم ہو گئیں۔ غزوۂ بدر کے دنوں میں اللہ کے رسول ﷺ کی صاحبزادی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا بیمار ہو کر اس دنیا سے رخصت ہو گئیں۔ ان کی شادی سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوئی تھی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد اپنی دوسری صاحبزادی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی شادی سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ساتھ کر دی۔ اسی لیے انھیں ذوالنورین کہا جاتا ہے۔

غزوۂ بدر کے بعد اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی سب سے چھوٹی اور پیاری لخت جگر سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی شادی اپنے چچا کے بیٹے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کر دی۔ ان کے ہاں اولاد ہوئی جن میں سب سے بڑے صاحبزادے کا نام سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور ان سے چھوٹے صاحبزادے کا نام سیدنا حسین رضی اللہ عنہ ہے۔ یہ دونوں بھائی جنت میں نوجوانوں کے سردار ہیں۔



غزوۂ احد

مشرکینِ مکہ کو غزوۂ بدر میں ہونے والی بدترین شکست کا بہت زیادہ غصہ تھا۔ وہ اس شکست کا بدلہ لینے کے لیے تین ہجری میں تین ہزار کا لشکر لے کر مدینہ طیبہ پر حملہ کرنے کے لیے آتے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ کو دشمن کے ارادوں کا علم ہوا تو آپ ﷺ بھی ایک ہزار کا لشکر لے کر مدینہ طیبہ سے باہر احد پہاڑ کی طرف نکلتے ہیں۔ راستے میں منافقین کا سردار عبداللہ بن ابی بہانہ بنا کر اپنے تین سو ساتھیوں سمیت لشکر سے الگ ہو کر واپس چلا گیا۔ اس طرح اسلامی لشکر کی تعداد صرف سات سو رہ گئی۔ میدانِ احد کے قریب ہی ایک چھوٹی سی پہاڑی تھی۔ دشمن اس طرف سے حملہ کر سکتا تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے ایک صحابی سیدنا عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ




جبل رماۃ جس پر 50 تیر اندازوں کا دستہ مقرر تھا

کی قیادت میں 50 تیراندازوں کا ایک دستہ اس پہاڑی پر مقرر فرما دیا۔ ان کو بڑی واضح ہدایات دیں کہ تمھیں اس پہاڑی سے کسی صورت میں نیچے نہیں اترنا۔ اور اگر کوئی اس طرف سے حملہ کرے تو اسے تیر مار مار کر بھگا دینا ہے۔

جنگ شروع ہوئی تو مسلمانوں کو شروع ہی میں دشمن پر غلبہ حاصل ہوگیا۔ مشرکین کے جھنڈا اٹھانے والے، بنو عبدالدار سے تعلق رکھنے



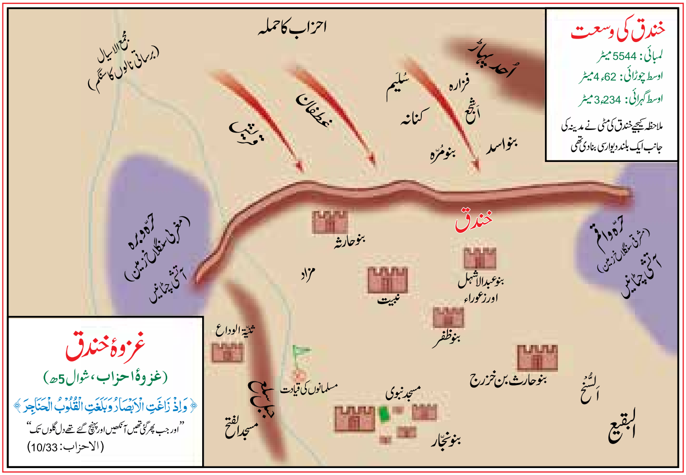


غزوۂ احد

والے سُورمے مسلمان مجاہدین کے ہاتھوں قتل ہوتے چلے گئے۔ دیکھتے ہی دیکھتے دشمن میدانِ جنگ سے بھاگنے لگا۔ میدانِ جنگ مسلمانوں کے کنٹرول میں آچکا تھا۔ مسلمانوں نے مالِ غنیمت اکٹھا کرنا شروع کر دیا۔ پہاڑی پر مقرر تیراندازوں نے سوچا کہ اب جبکہ ہمیں فتح حاصل ہوچکی ہے تو ہمیں بھی اس پہاڑی سے نیچے اتر کر مالِ غنیمت اکٹھا کرنا چاہیے۔ ان کے قائد سیدنا عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ نے ان کو روکنے کی کوشش بھی کی مگر وہ نیچے اتر گئے۔ ادھر دشمن میدان چھوڑ کر بھاگ رہا تھا۔ ادھر خالد بن ولید نے، جو ابھی

مسلمان نہیں ہوئے تھے، پہاڑی کی طرف دیکھا تو وہ خالی نظر آئی۔ اب اس طرف سے مسلمانوں پر پیچھے سے حملہ کیا جا سکتا تھا۔ خالد نے اپنے ساتھ کچھ گھڑ سواروں کو لیا، کوہِ اُحد کا لمبا چکر کاٹا اور مسلمانوں پر پیچھے سے حملہ کر دیا۔ مسلمان غنیمت کا مال اکٹھا کرنے میں مصروف تھے۔ ادھر قریش کی بھاگتی ہوئی فوج بھی خالد بن ولید کی آواز پر واپس آ گئی۔ اس طرح مسلمانوں پر دونوں طرف سے حملہ ہو گیا۔ مشرکین نے ستر مسلمانوں کو شہید کر دیا۔ اللہ کے رسول ﷺ بھی اس غزوے میں زخمی ہوئے۔ آپ ﷺ کے چچا امیر حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اور سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ بھی شہید ہو گئے۔ اللہ کے رسول ﷺ کو اپنے ساتھیوں کی شہادت پر بڑا دکھ ہوا۔ مشرکوں کے 37 لوگ قتل ہوئے۔ یوں دشمن ایک ادھوری جنگ چھوڑ کر مکہ روانہ ہو گیا۔

اللہ کے رسول ﷺ نے تمام شہداء کو احد کے میدان ہی میں دفن فرمایا۔ آپ ﷺ نے احد کے شہیدوں کے متعلق فرمایا: ”میں قیامت کے دن ان کے حق میں گواہی دوں گا۔“



غزوۂ خندق

اسلام کی قوت آہستہ آہستہ بڑھتی جا رہی تھی۔ اللہ کے رسول ﷺ کے خوبصورت اخلاق کی بدولت لوگ اسلام کی طرف کھنچے چلے آ رہے تھے۔ اسلام دشمن قوتوں کو یہ بالکل پسند نہیں تھا کہ اسلام مزید پھیل جائے۔ مدینہ کے یہودیوں نے بھی سازش کی۔ مشرکین مکہ نے دیگر قبیلوں کو بھی ساتھ ملایا اور پانچ ہجری میں ابوسفیان کی قیادت میں دس ہزار کا لشکر مدینہ شریف پر حملہ کرنے کے لیے نکل پڑتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کو علم ہوا تو آپ نے

صحابہ کرام سے مشورہ کیا کہ ان حالات میں ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ مدینہ سے باہر نکل کر دشمن کا مقابلہ کیا جائے یا شہر کے اندر رہ کر۔ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ شہر کے تین اطراف میں یا تو پہاڑ ہیں یا کھجوروں کے درخت ہیں، لہٰذا تین اطراف سے دشمن شہر میں داخل نہیں ہوسکتا۔ مدینہ طیبہ صرف ایک طرف سے خالی ہے۔اگر اس طرف خندق کھود دی جائے تو پیدل چلنے والے دشمن تو دور کی بات ہے، تیز رفتار گھڑسوار بھی اسے پار نہیں کر سکتے۔ان کی یہ تجویز بڑی مناسب تھی، چنانچہ فوراً اس پر عمل کیا جاتا ہے۔خندق

غزوہ خندق کے مقام پر بننے والی خوبصورت مسجد خندق



کی کھدائی شروع ہوئی تو اللہ کے رسول ﷺ نے خود بھی کھدائی میں حصہ لیا۔ آپ ﷺ نے اس موقع پر اپنے صحابہ کو روم، ایران اور یمن کے فتح ہونے کی خوشخبری دی۔

خندق کی لمبائی تقریباً 4 کلومیٹر، چوڑائی 7 میٹر اور گہرائی 5 سے 8 میٹر تھی۔ کھدائی کے دوران میں جو مٹی نکلی، اسے خندق کے کناروں ہی پر جمع کر دیا گیا۔ اس طرح خندق کے کناروں پر مٹی کے اونچے اونچے ڈھیر جمع ہو گئے۔ اب خندق پار کرنا ناممکن تھا۔

دشمن ابوسفیان کی قیادت میں جب مدینہ شریف کے سامنے پہنچا تو خندق دیکھ کر حیران رہ گیا۔ انھیں اپنے ارادے ناکام ہوتے دکھائی دیے۔ تین ہزار مسلمان دن رات اس خندق کی حفاظت کر رہے تھے۔ اس جنگ میں سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے مشرکین کے بہت بڑے بہادر عمرو بن عبدود کو قتل کر کے جہنم میں پہنچایا۔ وہ ایک جگہ سے خندق پار کر کے مقابلے میں نکلا تھا اور مارا گیا۔

یہودیوں نے مسلمانوں کے ساتھ کیے ہوئے معاہدے کو توڑ دیا۔ مسلمانوں پر بڑا مشکل وقت تھا مگر ایک نئے نئے مسلمان ہونے والے صحابی سیدنا نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ کی کوششوں سے

یہودیوں اور قریش کی آپس میں پھوٹ پڑ گئی۔ غزوۂ خندق میں آمنے سامنے جنگ نہ ہوئی، البتہ ایک دوسرے پر تیر پھینکے جاتے رہے۔ دشمن ایک ماہ تک مدینہ شریف کا گھیراؤ کر کے بیٹھا رہا۔ ادھر اللہ کے رسول ﷺ اپنے رب سے خصوصی دعائیں کرتے رہے۔ مسلمان مردوں اور عورتوں کی ہمتیں بلند رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی دعاؤں کو قبول فرمایا اور دشمن پر تیز ہواؤں کا طوفان بھیج دیا۔ دشمن حوصلہ ہار کر خود ہی واپس چلا گیا۔

اللہ کے رسول ﷺ نے دشمن کے جانے کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خوشخبری دی کہ آج کے بعد ہم دشمن پر چڑھائی کریں گے، دشمن ہم پر چڑھائی نہیں کر سکے گا۔ اور واقعی ایسا ہی ہوا جیسا کہ ہمارے پیارے رسول ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خوشخبری دی تھی۔

پیارے بچو! آپ نے دیکھا کہ نبی ﷺ نے احتیاطی تدابیر اپنانے کے بعد اللہ سے خصوصی دعائیں کیں جس کے نتیجے میں دشمن ناکام ہو گیا۔ کیا آپ بھی مشکلات کے وقت اللہ سے خصوصی دعائیں کیا کریں گے۔

صلح حدیبیہ

چھ ہجری میں اللہ کے رسول ﷺ نے خواب دیکھا کہ آپ ﷺ عمرہ کر رہے ہیں۔نبیوں کا خواب بھی وحی ہوتا ہے۔آپ ﷺ اپنے چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے۔ مشرکین مکہ نے آپ ﷺ کو مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے روک دیا۔مکہ مکرمہ سے باہر حدیبیہ کے مقام پر قریش کے نمائندے سہیل بن عمرو کے ساتھ خاصے لمبے مذاکرات اور بات چیت ہوئی۔ ایک صلح کا معاہدہ لکھا گیا جس کے مطابق مسلمان اس سال عمرہ کیے بغیر واپس چلے جائیں گے اور اگلے سال آ کر عمرہ کریں گے۔آپس میں



حدیبیہ مسجد کے آثار


حدیبیہ
بیعت رضوان (ذی القعدہ 6ھ)
﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا﴾
"اللہ تعالیٰ مومنوں سے راضی ہو گیا جب وہ درخت کے نیچے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کی کیفیت جان لی اور ان پر اطمینان وسکون نازل فرمایا اور ان کو ایک قریبی فتح عطا فرمائی۔" (الفتح 18/48)
حدیبیہ کا مقام
میقات کی علامت
آغاز حرم کی علامت
حرم مکی کی حدود
مدینہ منورہ
ذوالحلیفہ (آبار علی)
اہل مدینہ کے لیے میقات
ینبع
ابواء
حجاز
رابغ
اہل شام، مصر اور مغرب سب کے لیے میقات جو خشکی یا سمندر کے راستے ادھر سے آئیں
بحیرۂ قلزم (بحر احمر)
ذات عرق
اہل عراق کے لیے میقات
قرن المنازل
اہل نجد کے لیے میقات
عسفان
جدہ
مکہ مکرمہ
عرفہ
طائف
یلملم
اہل یمن کے لیے میقات

دس سال تک جنگ نہ ہوگی۔ عرب کا کوئی بھی قبیلہ مسلمانوں یا مشرکوں میں سے کسی کے ساتھ ملنا چاہے تو اسے کھلی اجازت ہوگی۔ اگر کوئی مسلمان مکہ مکرمہ چلا جائے تو اسے واپس نہیں کیا جائے گا اور اگر کوئی کافر مسلمان ہو کر مدینہ چلا جائے تو اسے واپس کیا جائے گا۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اس معاہدے کو فتح مبین، یعنی واضح فتح قرار دیا ہے۔

اس معاہدے کے بعد پورے عرب میں امن وامان قائم ہوگیا۔ تجارتی قافلے کسی ڈر خوف کے بغیر آنے جانے لگے۔ اسلام ہر طرف پھیلنا شروع ہوگیا۔ سیدنا خالد بن ولید، عمرو بن عاص اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہم جیسے بڑے بڑے لوگ مدینہ آ کر دائرۂ اسلام میں داخل ہو جاتے ہیں۔





بادشاہوں کو خطوط

صلح حدیبیہ کے بعد اللہ کے رسول ﷺ نے مختلف بادشاہوں کو خطوط بھیجے۔ ان میں انھیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ ان خطوط پر سرکاری مہر لگائی گئی۔ مہر پر سب سے نیچے محمد، درمیان میں رسول اور سب سے اوپر اللہ کے الفاظ لکھے ہوئے تھے۔

یہ خطوط بادشاہوں تک پہنچانے کے لیے خاص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو چُنا گیا جو نہایت سمجھ دار، ذہین، عقلمند، خوبصورت اور بڑے

بہادر تھے۔

ان خطوط کو پڑھ کر بعض بادشاہوں نے اسلام قبول کرلیا اور بعض نے انکار کر دیا۔ ایران کے بادشاہ خسرو پرویز نے نفرت اور تکبر سے آپ ﷺ کے خط مبارک کو پھاڑ دیا۔ اللہ نے اس کی حکومت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اس کے بیٹے نے اسے قتل کر کے خود حکومت پر قبضہ کرلیا۔ روم کے بادشاہ قیصر ہِرَقل نے خط کا احترام کیا۔ اسے خوشبو لگا کر محفوظ کیا۔ یہ خط مبارک آج بھی استنبول کے عجائب گھر توپ کاپی میں محفوظ ہے۔ مصر کے بادشاہ مقوقس نے خط پڑھنے کے بعد آپ ﷺ کی خدمت میں تحفے بھیجے۔

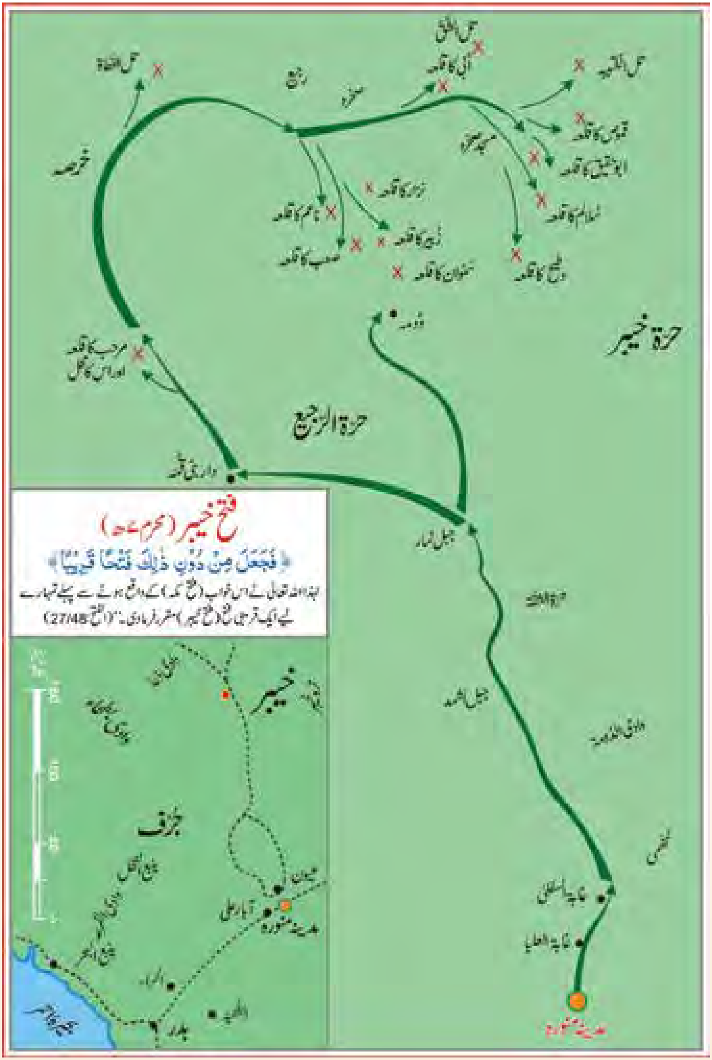
پیارے بچو! ہمارے نبی ﷺ نے اسلام کی تبلیغ کے لیے ہر دستیاب ذریعہ اختیار کیا۔ آپ بھی دعوت و تبلیغ کے لیے تمام ذرائع استعمال کریں تا کہ اللہ کا پیغام پوری دنیا تک پہنچ جائے۔



خیبر میں موجود مرحب کے قلعے اور یہودی بستی کے آثار

خیبر کی فتح

یہودی جب اپنی شرارتوں اور معاہدے توڑنے کی وجہ سے مدینہ سے نکالے گئے تو وہ خیبر میں جا بسے تھے۔ خیبر مدینہ طیبہ سے شمال کی طرف 165 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ خیبر میں یہود کے آٹھ مضبوط قلعے تھے۔ وہ مسلمانوں کے خلاف ہر وقت سازشیں کرتے رہتے تھے۔ ایسے شرارتی اور سازشی لوگوں کو سزا دینا


فتح خیبر (محرم ۷ھ)
﴿فَجَعَلَ مِن دُونِ ذَٰلِكَ فَتْحًا قَرِيبًا﴾
حرۃ خیبر
حرۃ الرجیع
خیبر
جرف



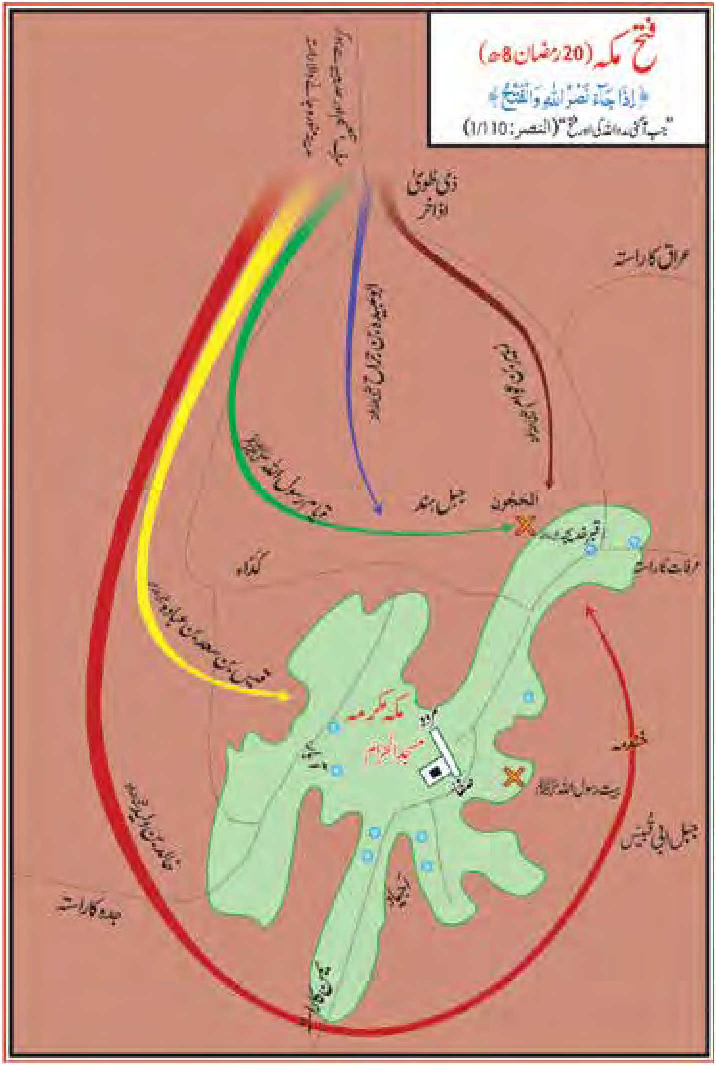
خیبر میں موجود یہودی بستی کے آثار

ضروری تھا۔ سات ہجری میں اللہ کے رسول ﷺ 1400 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ خیبر کی طرف روانہ ہوئے۔ اس جنگ میں یہودیوں کا بڑا بہادر سردار مرحب، سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں قتل ہوتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا: ''علی! اگر تمھاری دعوت کے نتیجے میں ایک شخص بھی اسلام قبول کر لیتا ہے تو تمھارے لیے یہ سرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہے۔'' مسلمانوں نے ایک ایک کر کے یہودیوں کے آٹھوں قلعے فتح کر لیے۔ مسلمانوں کو خیبر سے بہت سا مالِ غنیمت بھی حاصل ہوا۔



فتحِ مکہ

صلح حدیبیہ کے دو سال بعد ہی مشرکین مکہ نے حدیبیہ کے معاہدے کو ختم کرنے کا اعلان کر دیا۔ اس کا سبب یہ بنا کہ قبیلہ بنوبکر جو قریش کا دوست اور حلیف تھا، ان کی بنوخزاعہ کے ساتھ پرانی دشمنی چلی آ رہی تھی اور بنوخزاعہ مسلمانوں کا دوست اور حلیف قبیلہ تھا۔ ایک دن بنوبکر نے قریش کے ساتھ مل کر بنوخزاعہ پر حملہ کر دیا۔ کچھ لوگوں کو قتل کر دیا۔ دوست قبیلہ ہونے کی وجہ سے مسلمانوں پر


فتح مکہ (20 رمضان 8ھ)
﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾
”جب آ گئی مدد اللہ کی اور فتح“ (النصر: 1/110)
ذی طویٰ
اذاخر
عراق کا راستہ
جبل ہند
کداء
عرفات کا راستہ
مکہ مکرمہ
مسجد الحرام
مروہ
صفا
خندمہ
جبل ابی قبیس
جدہ کا راستہ



باب کعبہ کی ایک خوبصورت تصویر جس میں لگا سونے کا تالا بھی نظر آرہا ہے

بنوخزاعہ کی مدد کرنی فرض تھی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے قریش کو پیغام بھیجا کہ ان تین باتوں میں سے کوئی ایک بات اختیار کرلو: (1) بنوخزاعہ کے مرنے والے لوگوں کی دیت ادا کرو۔ (2) بنوبکر کا ساتھ دینے سے الگ ہو جاؤ۔ (3) حدیبیہ کا معاہدہ ختم کرنے کا اعلان کردو۔ قریش نے صلح حدیبیہ ختم کرنے کا اعلان کردیا۔

قریش نے جلد بازی میں اعلان تو کر دیا لیکن بعد میں بڑا پچھتائے۔ ابوسفیان مدینہ طیبہ آتا ہے تاکہ اس معاہدے کو بحال

رکھا جا سکے۔ وہ اپنی بیٹی سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے گھر گیا جو اللہ کے رسول ﷺ کی زوجہ محترمہ تھیں۔ وہ اللہ کے رسول ﷺ کے بستر پر بیٹھنے لگا تو سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے بستر لپیٹ دیا۔ ابوسفیان کو اپنی بیٹی سے اس رویے کی امید نہ تھی۔ بڑی حیرانی سے بیٹی سے پوچھتا ہے: کیا تم نے مجھے اس بستر پر بیٹھنے کے لائق نہیں سمجھا یا اسے میرے لائق نہیں سمجھا؟

ایمان اس چیز کا نام ہے کہ سیدہ نے پوری جرأت اور قوت سے جواب دیا: ابا جان! یہ بستر اللہ کے رسول ﷺ کا ہے۔ یہ مقدس اور پاک بستر ہے۔ ابا جان! آپ مشرک اور ناپاک ہیں۔ آپ اس بستر کے قابل نہیں، اس لیے میں نے اسے لپیٹ دیا ہے۔ ابوسفیان یہ جواب سن کر ہکا بکا رہ گیا۔

ابوسفیان نے سیدنا ابوبکر صدیق، عمر فاروق، علی بن ابی طالب اور سیدہ فاطمہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ملاقاتیں کر کے ہر ممکن کوشش کی کہ معاہدۂ حدیبیہ بحال ہو جائے مگر کسی نے اس کی بات پر توجہ نہ دی اور وہ نامراد ہو کر مکہ لوٹ گیا۔ اللہ کے رسول ﷺ مکہ مکرمہ میں ہرگز خون نہیں بہانا چاہتے تھے، اس لیے آپ ﷺ نے کسی کو نہیں بتایا کہ

آپ مکہ فتح کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا بندوبست کر دیا کہ مکہ مکرمہ میں کسی کو بھی اس حوالے سے کوئی خبر نہ مل سکی۔ اگر مکہ والوں کو پہلے سے اطلاع مل جاتی تو وہ بھی لڑائی کی تیاری کرتے۔ آپس میں جنگ ہوتی اور نہ جانے کتنے لوگ قتل ہوتے۔

حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ ایک بدری صحابی ہیں۔ انھوں نے غلطی سے مکہ والوں کو خط لکھ دیا کہ اللہ کے رسول ﷺ مکہ مکرمہ پر چڑھائی کا ارادہ رکھتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے سے اپنے نبی ﷺ کو خط کے متعلق بتا دیا۔ خط مکہ مکرمہ پہنچنے سے پہلے ہی پکڑ لیا گیا۔ یہ بہت بڑا جرم تھا مگر سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے اپنی غلطی ماننے کے ساتھ ساتھ اپنی مجبوری بتائی تو اللہ کے رسول ﷺ نے ان کو معاف کر دیا۔

رمضان المبارک 8 ہجری میں اللہ کے رسول ﷺ دس ہزار کا لشکر لے کر مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے۔ مکہ مکرمہ سے 36 کلومیٹر پہلے وادی فاطمہ (مرّ الظہران) میں مسلمانوں کے لشکر نے اپنا کیمپ لگا لیا۔ آپ ﷺ نے حکم دیا کہ ہر مجاہد علیحدہ علیحدہ اپنی آگ جلائے گا۔ رات ہوئی تو وادی فاطمہ میں دس ہزار چولھے جل رہے

تھے۔ پوری وادیٔ فاطمہ روشنی سے چمک اٹھی۔ ابوسفیان اپنے ساتھیوں کے ساتھ حالات کا جائزہ لینے کے لیے وادی فاطمہ کی طرف نکلا ہوا تھا۔ اس نے اتنی زیادہ مقدار میں آگ جلتی ہوئی دیکھی تو حیران رہ گیا۔اس کے خیال میں بھی نہ آ سکتا تھا کہ مسلمان اتنی بڑی تعداد میں آسکتے ہیں۔



مکہ مکرمہ کے قریب واقع وادی فاطمہ میں مسجد فتح کے آثار کی تصویر

اللہ کے رسول ﷺ کے چچا سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی ابوسفیان سے پرانی دوستی تھی۔ دونوں کی وادی فاطمہ میں اچانک ملاقات ہوگئی تو سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کو پناہ دے دی۔ آپ ﷺ کے چچا سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے بڑا خوبصورت اور تاریخی

کردار ادا کیا۔ ان کی کامیاب حکمتِ عملی کی وجہ سے مشرکینِ مکہ قتل ہونے سے بچ گئے۔ وہ ابوسفیان کو اللہ کے رسول ﷺ کے پاس لے گئے۔ ابوسفیان نے آپ ﷺ کے پاس پہنچ کر اسلام قبول کر لیا۔ ابوسفیان نے مکہ والوں کو بتا دیا کہ ہم اللہ کے رسول ﷺ کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے اعلان کرا دیا کہ جو شخص بیت اللہ شریف



میں یا ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے یا اپنے گھر میں داخل ہو کر دروازہ بند کر لے، اسے امان حاصل ہے۔ اسے کچھ نہیں کہا جائے گا۔

17 رمضان المبارک 8 ہجری کو اللہ کے رسول ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے ہیں۔ مسلمانوں کا لشکر چار حصوں میں تقسیم ہو کر الگ الگ جگہوں سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوا۔ کچھ جذباتی مشرکین نے مقابلہ کرنے کی کوشش کی جس کے نتیجے میں سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کے ہاتھوں 12 مشرکین قتل ہو جاتے ہیں۔

مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے وقت اللہ کے رسول ﷺ اونٹنی پر سوار تھے۔ آپ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا۔ سواری پر پیچھے سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ کا سر مبارک عاجزی سے جھکا ہوا تھا۔ سبحان اللہ! آج سے آٹھ سال پہلے آپ ﷺ کو اسی شہر سے نکالا گیا تھا اور آج آپ اس شہر میں بڑی شان، عزت اور عظمت کے ساتھ داخل ہو رہے ہیں۔ آپ ﷺ سیدھے بیت اللہ شریف میں تشریف لاتے ہیں۔ حجر اسود کو چوما۔ بیت اللہ کا طواف کیا۔ اس کے صحن میں 360 بت رکھے ہوئے

تھے۔ آپ ﷺ انھیں لاٹھی مارتے جا رہے ہیں اور وہ گرتے چلے جاتے ہیں۔ آپ ﷺ اس دوران میں زبان سے کہتے جا رہے ہیں:

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ۝

”حق آ گیا اور باطل مٹ گیا ہے۔ باطل تو ہے ہی مٹ جانے والی چیز۔“ (بنی إسرآئیل 81:17)

سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ جو کبھی مکہ میں امیہ بن خلف کے ہاتھوں ماریں کھایا کرتے تھے، آج ان کو یہ اعزاز ملتا ہے کہ بلال! بیت اللہ کی چھت پر چڑھو اور اذان دو۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی خوبصورت آواز مکہ کی فضاؤں کو چیر کر دور دور تک پہنچ رہی ہے۔ اللہ کی توحید کا کلمہ اور ہمارے پیارے رسول ﷺ کی سچی رسالت کا اعلان بلند



بیت اللہ کی چابی



ہو رہا ہے۔

بیت اللہ کی چابی سیدنا عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھی۔ ان سے چابی لے کر دروازہ کھلوایا گیا۔ آپ ﷺ سیدنا اسامہ بن زید، بلال بن رباح، عثمان بن طلحہ اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہم سمیت بیت اللہ کے اندر جا کر دو نفل ادا کرتے ہیں۔ اندر کچھ تصاویر نظر آئیں تو ان کو مٹانے کا حکم جاری فرمایا۔

محمد ﷺ

جاؤ، تمھیں معاف کر دیا

اللہ کے رسول ﷺ بیت اللہ شریف کے اندر نفل ادا کر کے باہر تشریف لائے تو حرم کے صحن میں مشرکینِ مکہ سر جھکائے بیٹھے تھے۔ ان میں عام لوگوں کے ساتھ بڑے بڑے مجرم بھی تھے۔ وہ اپنے بارے میں آپ ﷺ کے فیصلے کا انتظار کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے بیت اللہ کی چوکھٹ پر کھڑے ہو کر تاریخی خطبہ ارشاد فرمایا۔ اللہ کی حمد و ثنا بیان کی۔ پھر آپ ﷺ کی آواز گونجی اور فرمایا: مکہ والو! جانتے ہو میں تمھارے ساتھ کیا سلوک کرنے والا ہوں؟ سہیل بن عمرو کھڑا ہوا۔ یہ اعلیٰ درجے کا خطیب اور شاعر تھا۔ صلح حدیبیہ میں اسی نے قریشِ مکہ کی نمائندگی کی تھی۔ وہ کہتا ہے: آپ تو کریم ابن کریم ہیں۔ ہمیں آپ سے بھلائی اور خیر کی امید ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جاؤ، تم سب آزاد ہو۔ آج تم پر کوئی ملامت نہیں۔

آپ ﷺ نے بیت اللہ کی چابی سیدنا عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کو واپس دے کر فرمایا: عثمان! یہ چابی قیامت تک تمھارے خاندان کے سپرد ہے۔ یہ چابی تم سے کوئی ظالم ہی واپس لے گا۔ چنانچہ یہ چابی آج بھی اسی خاندان کے پاس ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ اپنے چچا کی بیٹی سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے۔ وہاں 8 رکعت چاشت کی نماز ادا فرمائی۔

کسی بھی قائد کی سب سے بڑی خوبی یہ ہوتی ہے کہ اس کے دشمن اس کی اطاعت قبول کر لیں۔ یاد رکھیے، اللہ کے رسول ﷺ نے لوگوں کے دلوں پر حکومت کی ہے۔ آپ ﷺ نے اپنے بڑے بڑے دشمنوں اور ان کے بیٹوں کو معاف کر دیا۔

پیارے بچو! اپنا جائزہ لیجیے۔ کیا آپ بھی اپنے دشمنوں کو اللہ کی رضا کی خاطر معاف کر دیتے ہیں جیسے ہمارے نبی ﷺ نے کیا۔ اگر آپ پہلے سے ایسا نہیں کرتے تو اب سے ایسا کرنے کا پکا ارادہ کیجیے۔



نبيّ الرّحمة

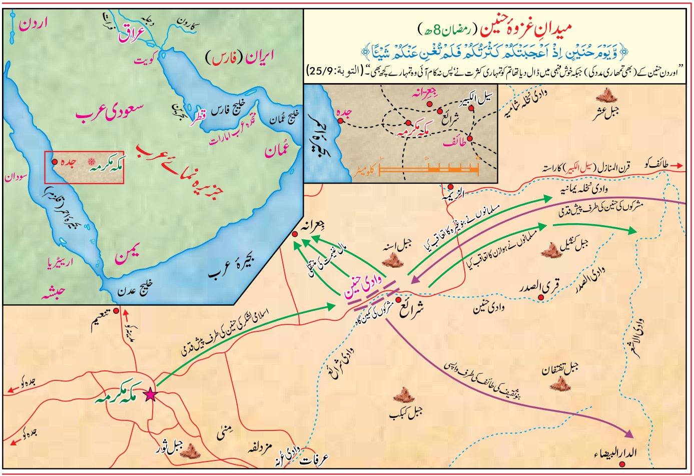
صفوان بن امیہ کا قبولِ اسلام

امیہ بن خلف اور اس کا بیٹا صفوان اسلام کے شدید دشمن تھے۔ امیہ بن خلف سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا آقا تھا۔ یہ ان پر بے حد ظلم کرتا تھا۔ امیہ تو بدر کی لڑائی میں مارا گیا۔ اس کا بیٹا صفوان بن امیہ زندہ تھا۔ وہ اسلام کے خلاف جنگوں میں دل کھول کر مال خرچ کرتا تھا۔ اب وہ مکہ سے ساحل کی طرف نکل گیا تھا۔ اس کے چچا کے بیٹے سیدنا عمیر بن وہب رضی اللہ عنہ اللہ کے رسول ﷺ سے اس کی معافی کی سفارش کرتے ہیں جو عطا کی گئی۔ مجرم بہت بڑا تھا۔ خطرہ تھا کہ جب اسے بتایا جائے گا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے تمھیں معاف کر دیا ہے تو اسے یقین نہیں آئے گا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے یقین دلانے کے لیے اپنا عمامہ اتار کر بطور نشانی سیدنا عمیر بن وہب رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا۔ سیدنا عمیر رضی اللہ عنہ اس نشانی کو لے کر جدہ گئے۔ صفوان کو بتایا کہ اللہ کے رسول ﷺ تمھارے چچا زاد اور نہایت مہربان ہیں۔ وہ اسے شعیبہ سے مکہ مکرمہ لے آئے۔ صفوان کو معافی ملی تو اس نے چند ہفتوں بعد آپ ﷺ کے عمدہ اخلاق سے متاثر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔

عکرمہ بن ابوجہل اسلام کی آغوش میں

ابوجہل تو اس امت کا فرعون تھا۔ وہ اور اس کا بیٹا عکرمہ اسلام کے شدید دشمن تھے۔ ابوجہل تو بدر میں قتل ہوگیا۔ عکرمہ فتح مکہ تک اسلام کے خلاف لڑائیاں لڑتا رہا۔ وہ بڑا مالدار تھا، اس لیے اسلام کے خلاف بے حساب مال خرچ کرتا رہا۔ مکہ فتح ہوا تو وہ طائف کے راستے یمن کی طرف بھاگ گیا۔

عکرمہ بن ابوجہل کی بیوی سیدہ ام حکیم رضی اللہ عنہا نے فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کیا، پھر اللہ کے رسول ﷺ سے اپنے خاوند کی سفارش کرتی ہیں کہ اسے بھی معاف کر دیا جائے۔ عظیم اخلاق کے مالک نبی ﷺ عکرمہ کو بھی معافی دے دیتے ہیں۔ ام حکیم رضی اللہ عنہا اپنے خاوند کو یمن کے علاقے سے واپس مکہ مکرمہ لے کر آئیں تو اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہ کرام کو اس کے باپ ابوجہل کے بارے میں کسی قسم کا تبصرہ کرنے سے روک دیا۔ آپ ﷺ کا اعلیٰ اخلاق دیکھیں کہ آپ نے اسے بھی معاف کر دیا اور اس کا اسلام قبول فرما لیا۔



غزوۂ حنین

فتح مکہ کے بعد مسلمانوں کو بنو ثقیف اور بنو ہوازن کے مشرکین سے جنگ کرنی پڑتی ہے۔ طائف کے رہنے والے یہ قبیلے اسلام کے شدید دشمن تھے۔ مشرک لشکر کا قائد مالک بن عوف تھا۔ وہ بیس ہزار کا لشکر لے کر مکہ مکرمہ کے مشرق میں واقع حنین کے میدان میں آتا ہے۔ اپنے قائد مالک بن عوف کے حکم پر لشکر کا ہر فرد اپنے بیوی بچے، اونٹ، بکریاں اور چاندی وغیرہ لے کر میدانِ جنگ میں خیمہ زن ہوتا ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ بارہ ہزار مجاہدین کے ساتھ مکہ مکرمہ سے نکلتے ہیں۔ مسلمانوں کے میدان میں پہنچنے سے پہلے ہی دشمن وادی حنین کی گھاٹیوں اور پوشیدہ جگہوں میں چھپا ہوا تھا۔ مسلمان آئے تو ان پر اچانک حملہ کر دیا۔ مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے مگر ان کے قائد، کائنات کے سب سے بہادر شخص میدانِ جنگ میں ثابت قدم رہے۔ آپ ﷺ اپنے خچر پر سوار ہیں اور فرمار ہے ہیں:

أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ

أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

”میں نبی ہوں، اس میں کوئی جھوٹ نہیں۔ میں سردار عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔“



طائف کے نزدیک واقع بنو ہوازن کے گھروں کے آثار

آپ ﷺ کے چچا سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام کو آواز دی۔ بھاگتے ہوئے قدم اپنے قائد اور رہبر کی طرف پلٹ آئے۔ آپ ﷺ نے زمین سے مٹھی بھر مٹی اٹھائی اور اسے دشمن کی طرف پھینکتے ہوئے فرمایا: «شَاهَتِ الْوُجُوهُ» ''یہ چہرے بگڑ جائیں۔'' اللہ تعالیٰ نے معجزہ دکھایا کہ تمام مشرکوں کی آنکھوں میں مٹی کے ذرات چلے جاتے ہیں۔ ان کا زور ٹوٹ گیا۔ مجاہدین نے حملہ کیا تو وہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ دشمن کے ستر آدمی قتل ہوتے ہیں۔

غزوۂ حنین میں صرف چار مسلمان شہید ہوئے۔ چوبیس ہزار

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِىْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا (التوبة 25:9)

''یقیناً اللہ نے بہت سے مقامات پر تمھاری مدد کی ہے اور حنین کے دن (بھی) جب تمھاری کثرت نے تمھیں خوش فہمی میں ڈال دیا تھا، تو وہ تمھارے کچھ بھی کام نہ آئی۔''

اونٹوں اور چالیس ہزار بکریوں کے علاوہ 490 کلوگرام چاندی مالِ غنیمت کے طور پر مسلمانوں کے حصے میں آئی۔ مسلمانوں نے دشمن کے چھ ہزار افراد گرفتار کر لیے۔ ان میں عورتیں بھی شامل تھیں۔ کچھ دن گزرے، بنوہوازن اور بنوثقیف کے لوگ نبی کریم ﷺ سے معافی مانگتے ہیں۔ قیدی عورتوں میں آپ ﷺ کی دودھ شریک بہن اور سیدہ حلیمہ سعدیہ کی بیٹی شیماء بھی شامل تھی۔ سب کو معافی مل گئی۔ اللہ کے رسول ﷺ بہن کی عزت کرتے ہیں۔ اسے کچھ اونٹ اور بکریاں تحفے میں دیتے ہیں۔

مشرکین کا کمانڈر مالک بن عوف بھاگ کر طائف کے قلعے میں جا چھپا تھا۔ آپ ﷺ نے اسے پیغام بھیجا کہ اگر اسلام قبول کر لو تو تمھیں سو اونٹ ملیں گے۔ وہ آتا ہے، معافی مانگتا ہے اور اسلام قبول کر لیتا ہے۔ اسے دوبارہ بنوہوازن کی سرداری دے دی جاتی ہے۔ آپ کے عمدہ اخلاق اور معافی دینے سے لوگوں کے دلوں میں اسلام کی محبت پیدا ہو جاتی ہے اور اس طرح طائف کے جنوب میں بھی بے شمار لوگ اسلام قبول کر لیتے ہیں۔

غزوۂ تبوک

اللہ کے رسول ﷺ کی مبارک زندگی کا آخری معرکہ مدینہ سے شمال کی جانب واقع تبوک شہر میں پیش آیا۔ شام و فلسطین میں رومیوں کی حکومت تھی جو اس زمانے کی عظیم طاقت تھی۔ رومی مسلمانوں کے خلاف لڑائی کے لیے لشکر تیار کر چکے تھے۔ دشمن کسی بھی وقت مدینہ پر حملہ کر سکتا تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ کو دشمن کی تیاریوں کی خبر ملی تو آپ نے بھی اعلان کر دیا کہ ہمیں رومیوں کے خلاف جنگ کے لیے نکلنا ہے۔ تبوک کا سفر خاصا لمبا تھا۔ گرمی کا



موسم تھا، کھجوریں پکی ہوئی تھیں، سامانِ سفر کی کمی تھی، مگر پھر بھی اللہ کے رسول ﷺ کے حکم پر صحابہ کرام تبوک جانے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے اعلان فرمایا کہ جو اس لشکر کو تیار کرے گا، اس کے لیے جنت کی خوشخبری ہے۔

صحابہ کرام جنگ کے اخراجات کے لیے بڑھ چڑھ کر عطیات دیتے ہیں۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ گھر کا پورا سامان، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ گھر کا آدھا سامان اور سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نوسو



اونٹ، سو گھوڑے اور ساڑھے پانچ کلو سونا پیش کرتے ہیں۔ ہر صحابی اپنے عطیات شامل کرتا ہے۔ مردوں کے علاوہ عورتیں بھی اپنا زیور پیش کرتی ہیں۔ مسلمانوں کے پاس بدر کے میدان میں صرف 313 مجاہدین اور دو گھوڑے تھے مگر تبوک کے لیے تیس ہزار مجاہدین اور دس ہزار گھوڑے ہیں۔

اللہ کے رسول ﷺ کی قیادت میں 15 دن کا سفر طے کر کے لشکر تبوک پہنچا۔ اللہ تعالیٰ نے دشمن پر خوف طاری کر دیا۔ وہ مقابلے میں نہیں آیا۔

اس غزوے میں کوئی لڑائی نہیں ہوئی۔ اردگرد کے قبیلوں نے اطاعت قبول کر لی۔ جزیہ دینے کا اعلان کر دیا، مسلمانوں کا رعب پورے علاقے پر چھا گیا۔ انھیں معلوم ہو گیا کہ اب رومی سپر پاور نہیں رہے۔ اللہ کے رسول ﷺ ڈیڑھ ماہ تک مدینہ شریف سے باہر رہے۔ جب واپس تشریف لائے اور احد پہاڑ پر نظر پڑی تو ارشاد فرمایا: ”یہ احد پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔“ مدینہ طیبہ کی بچیوں نے یہ اشعار پڑھ کر آپ ﷺ کا اور آپ کے صحابہ کا استقبال کیا:



طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا
مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا
مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعِ
أَيُّهَا الْمَبْعُوثُ فِينَا
جِئْتَ بِالْأَمْرِ الْمُطَاعِ

”ہم پر وداع کی گھاٹیوں سے چودھویں رات کا چاند طلوع ہوا ہے۔ جب تک اللہ کو پکارنے والا کوئی بھی رہے گا، ہم پر شکر کرنا واجب ہے۔ اے ہم میں بھیجے جانے والے نبی! آپ ایسی بات لے کر آئے ہیں جس کی اطاعت کی جائے گی۔“



حجۃ الوداع

اللہ کے رسول ﷺ نے پوری زندگی میں ایک ہی حج کیا ہے جسے حجۃ الوداع، یعنی الوداعی حج کہا جاتا ہے۔ ہجرت کے دسویں سال جب آپ ﷺ نے حج کرنے کا اعلان کیا تو پورے عرب سے مسلمان مدینہ منورہ آنا شروع ہو گئے۔ وہ آپ ﷺ کے ساتھ مل کر حج کی سعادت حاصل کرنا چاہتے تھے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے ذوالحلیفہ کے مقام پر احرام باندھا۔ مکہ مکرمہ پہنچ کر بیت اللہ شریف کا طواف کیا۔ صفا و مروہ کے درمیان سات چکر لگائے۔ آٹھ ذوالحجہ کو منیٰ تشریف لے گئے۔

نو ذوالحجہ کو ظہر سے پہلے عرفات کے میدان میں پہنچ گئے۔ یہ حج کا دن تھا اور عرفات میں ٹھہرنا حج کا رکن ہے۔ عرفات میں ظہر اور عصر کی نماز اکٹھی اور دو دو رکعت ادا فرمائی۔ پھر خطبہ حج ارشاد فرمایا۔ یہ خطبہ دین اسلام کا خلاصہ ہے۔ اس خطبے میں آپ نے گورے کی کالے پر فضیلت ختم کر دی۔ سودی نظام کا خاتمہ کر دیا گیا۔ زمانہ جاہلیت میں ہونے والے قتل کے دعووں کو معاف کر دیا گیا۔ آپ ﷺ نے عورتوں اور غلاموں کے حقوق کے بارے میں وصیت فرمائی۔

مزید ارشاد فرمایا کہ میں تمھارے درمیان دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ اگر تم نے انھیں مضبوطی سے تھامے رکھا تو ہرگز گمراہ نہیں



ہو گے۔ وہ چیزیں اللہ کی کتاب اور میری سنت ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور تمھارے بعد کوئی امت نہیں۔

آپ ﷺ نے اپنی امت کو اکیلے رب کی عبادت کرنے کی تلقین فرمائی۔ پانچ وقت کی نماز، رمضان کے روزے، زکاۃ کی ادائیگی اور بیت اللہ کا حج کرنے کا حکم دیا۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اپنے حاکم کی اطاعت کرنا۔ یہ بڑا جامع خطبہ ہے۔

آپ ﷺ کے ساتھ حج کرنے والوں کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار تھی۔ آپ ﷺ نے قربانی کی اہمیت واضح کرنے کے لیے سو اونٹ نحر کیے۔ ان میں سے 63 اونٹوں کو اپنے مبارک ہاتھوں سے نحر فرمایا۔ باقی اونٹ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے نحر کیے۔ جمرات کو کنکر مارے۔ لوگوں کو حج کا طریقہ سکھایا۔ مدینہ طیبہ روانہ ہونے سے پہلے طواف وداع فرمایا اور واپسی کا سفر شروع کر دیا۔





نبی ﷺ کی زندگی کے آخری ایام

اللہ کے رسول ﷺ نے نبی بننے کے بعد تیرہ سال مکہ مکرمہ میں اور دس سال مدینہ طیبہ میں گزارے۔ اس عرصے میں اسلام عرب میں چاروں طرف پھیل گیا۔ بیت اللہ شریف میں اللہ کا نام گونجنے لگا۔ لوگ گروہوں کی شکل میں اسلام میں داخل ہونے لگے۔

آپ ﷺ کی نبوت کا مشن پورا ہو چکا تھا۔ اب آپ ﷺ کا آخری وقت آ گیا۔ آپ ﷺ کو بخار چڑھتا ہے۔ خیبر میں ایک یہودی عورت نے آپ ﷺ کو جو زہر ملا گوشت کھلایا تھا اس کا بھی

اثر ظاہر ہوتا ہے۔آپ نے اپنی بیویوں سے اجازت لے کر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر قیام فرمایا۔آخری دنوں میں لوگوں کو نماز پڑھنے اور غلاموں کے حقوق کا خیال رکھنے کا حکم دیا۔آخری وقت میں ہاتھ اٹھایا اور اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ! رفیق اعلیٰ کے ساتھ ملا دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ مبارک جھک گیا اور آپ اپنے رب کے پاس تشریف لے گئے۔وفات کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک تریسٹھ سال اور چار دن تھی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی سے سخت صدمہ اور دکھ ہوا۔اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر کپڑے اتارے غسل دیا جاتا ہے۔ آپ کے جنازے کے لیے کوئی امام نہ تھا۔دس دس صحابہ حجرے میں داخل ہوتے اور جنازہ پڑھ کر نکل آتے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں وفات پائی اور وہیں آپ کو دفن کیا جاتا ہے۔

«فِدَاهُ أَبِي وَأُمِّي وَنَفْسِي وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدِي»

”میرے ماں باپ، میری جان اور جو کچھ میرے پاس ہے، ہر چیز اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہو۔“

النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ

"نبی (ﷺ) مومنوں پر ان کی (اپنی) جانوں سے زیادہ حق رکھتے ہیں اور نبی (ﷺ) کی بیویاں
ان کی مائیں ہیں۔" (الأحزاب 6:33)

اللہ کے رسول ﷺ کی پاکباز بیویاں

آپ ﷺ نے اپنی زندگی میں کئی شادیاں کیں۔ یہ شادیاں آپ نے نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لیے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لیے کیں۔ ان کے پیچھے متعدد حکمتیں کارفرما تھیں۔ ایک حکمت یہ تھی کہ اسلامی انقلاب کے عروج تک پہنچنے کے لیے تعلقات کی وسعت اور مختلف خاندانوں

اور بااثر قبائل کا تعاون ضروری تھا، اس غرض سے آپ نے کئی شادیاں کیں۔ اس کے نتیجے میں مختلف قبائل سے رشتے قائم ہوئے اور بہت سی قبائلی عصبیتوں کا خاتمہ ہوا۔ ایک حکمت یہ بھی تھی کہ آپ جس قوم کی طرف نبی بن کر آئے تھے، وہ معاشرتی طور پر بڑی ہی غیر منظم تھی۔ اس قوم کی گھریلو تربیت کا ذریعہ امہات المومنین ہی بن سکتی تھیں، اس لیے آپ نے متعدد شادیاں کیں۔ ان شادیوں کا بڑا مقصد یہ تھا کہ لوگ آپ ﷺ کے قریب آئیں۔ اخلاقِ نبوی ﷺ کا مطالعہ کریں اور اسلام قبول کریں۔

سب سے پہلی شادی سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا سے کی۔ ان کی زندگی میں آپ نے کوئی اور شادی نہیں کی۔ شادی کے وقت اللہ



کے رسول ﷺ کی عمر پچیس سال جبکہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر چالیس سال تھی۔ ان کی وفات کے بعد آپ ﷺ نے سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی۔ یہ بیوہ تھیں۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے سیدہ عائشہ بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما سے شادی کی۔ یہ کنواری تھیں۔ بڑی ذہین فطین اور سمجھ دار تھیں۔ ان کے علم سے امت محمدیہ کو بہت فائدہ پہنچا۔

اللہ کے رسول ﷺ نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے بھی شادی کی۔ یہ بھی بیوہ تھیں۔

اللہ کے رسول ﷺ نے سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا سے بھی



محمد ﷺ

شادی کی۔ یہ بھی بیوہ تھیں۔

اللہ کے رسول ﷺ کی ایک اہلیہ کا نام سیدہ ام سلمہ بنت ابی امیہ رضی اللہ عنہا تھا۔ یہ بھی بیوہ تھیں۔ ان کا تعلق بنومخزوم سے تھا۔ ان کے والد بڑے سخی اور انتہائی کھلے دل والے شخص تھے۔

اللہ کے رسول ﷺ کی ایک زوجہ محترمہ کا نام سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا تھا۔ یہ اللہ کے رسول کی پھوپھی کی بیٹی تھیں۔ ان کی پہلی شادی آپ ﷺ کے آزاد کیے ہوئے غلام سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما کے ساتھ ہوئی تھی۔ انھوں نے طلاق دی تو نبی ﷺ نے ان کے ساتھ نکاح کرلیا۔

آپ ﷺ کی ایک زوجہ محترمہ کا نام جویریہ بنت حارث خزاعیہ رضی اللہ عنہا تھا۔ یہ قبیلے کے سردار کی بیٹی تھیں اور یہ بھی بیوہ تھیں۔

اللہ کے رسول ﷺ کی ایک اہلیہ کا نام ام حبیبہ رملہ بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہا تھا۔ یہ بھی بیوہ تھیں۔ ان کے والد قریش کے بڑے سردار تھے۔

اللہ کے رسول ﷺ کی ایک زوجہ محترمہ کا نام صفیہ بنت حیی بن اخطب رضی اللہ عنہا تھا۔ ان کا والد یہودیوں کا بڑا سردار تھا۔ خیبر کے موقع پر لونڈی بنیں۔ ان کا خاوند خیبر میں قتل ہوا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ان کو آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا۔

اللہ کے رسول ﷺ کی ایک زوجہ محترمہ کا نام سیدہ میمونہ بنت حارث ہلالیہ رضی اللہ عنہا تھا۔ یہ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سگی خالہ تھیں۔ ان کی ایک بہن اللہ کے رسول ﷺ کے چچا سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیاہی ہوئی تھیں۔

اللہ کے رسول ﷺ کی ایک زوجہ محترمہ کا نام سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا تھا۔ یہ مصر کی رہنے والی تھیں۔ ان کے ہاں اللہ کے رسول ﷺ کا ایک بیٹا پیدا ہوا تھا جس کا نام ابراہیم رکھا گیا۔ وہ بچپن ہی میں وفات پا گئے۔ سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو مصر کے بادشاہ مقوقس نے اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں بطور تحفہ بھیجا تھا۔



آپ ﷺ کا اخلاق

عزیز بچو! اللہ کے رسول ﷺ اس کائنات میں سب سے اونچے اخلاق کے مالک تھے۔ اس کی گواہی اللہ تعالیٰ نے سورۂ قلم میں اس طرح دی ہے:

﴿وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝﴾

''یقیناً آپ بہت عظیم اخلاق کے مالک ہیں۔'' (القلم 4:68)

اللہ کے رسول ﷺ اپنے ساتھیوں سے بہت زیادہ محبت کرنے والے تھے۔ آپ ان کے کام آتے۔ آپ نے کبھی کسی کو گالی نہیں

دی۔ کسی عورت، غلام یا بچے پر کبھی ہاتھ نہیں اٹھایا۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کی دس سال تک خدمت کی۔ اس دوران میں آپ نے نہ تو کبھی مجھے مارا نہ جھڑکا حتیٰ کہ کبھی اف تک نہیں کہا۔ نہ یہ کہا کہ انس! تو نے یہ کام کیوں نہیں کیا یا یہ کام کیوں کیا ہے۔

پیارے بچو! ہم نے نبی ﷺ کی سیرت پڑھ لی ہے۔ ہمیں سیرت نبوی کے مطابق زندگی گزارنی ہوگی اور اپنے اندر اچھی اچھی تبدیلیاں لانی ہوں گی۔ کیا آپ پختہ عہد کرتے ہیں کہ آپ نبی ﷺ کے نقشِ قدم پر چلیں گے اور جو کچھ اس کتاب سے سیکھا ہے، دوسروں کو بھی بتائیں گے؟!

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم